رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی الکن یکھنا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۳	۲۱ و ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء	سہ شنبہ و شنبہ	۱۶ و ۱۹ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ	نمبر ۹۹ و

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر اب روزہ درس قرآن مجید بیعت میں بوجہ ناسازئی مزاج ۲۰ جمعرات درس نہیں فرماسکے۔ ۲۔ جناب خان محمد علی خان صاحب مع اہل و عیال ۲۳ مارچ مالیر کوٹلہ تشریف لیگئے ۳۔ چونکہ ان کے ساتھ حافظ روشن علی صاحب نے جانا تھا اس لئے لائل پور کے جلسہ پر میر محمد اسحاق صاحب کے ساتھ قاضی صاحب کی بجائے شیخ عبد الرحمن صاحب فاضل مصری بھیجے گئے پروفیسر بھی ساتھ ہی حکیم خلیل احمد صاحب ملتان سے لاہور بھیجے کا حکم ہوا ہے ۴۔ مولوی حکیم قطب الدین صاحب قاضی امیر حسین صاحب ڈوالہ یا نگر کسی نکاح کی تقریب پر بسبب الحکم گئے ہیں۔ ۵۔ مولوی احمد بخش صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب صاحبان جھنگ کے

اخبار احمدیہ

مدراس۔ میں ایک مسجد جو احمدیوں کے قبضہ میں ہے۔ اس پر غیر احمدی مسلمانوں نے مقدمہ کرکے لینا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام کیا۔ عدالت کے فیصلہ نے مسجد احمدیوں کو دلائی۔ فالحمد للہ مدراس کے بعض مسلمانوں نے وہاں کے علماء کے بہکانے پر عجیب جہالت کی جو ارادہ کیا کہ انگریزی ترجمہ قرآن چھپوانے کے سبب احمدیوں پر نالش کیجائے۔ مگر ایک بیرسٹر نے جس کو مقدمہ دینا چاہتے تھے سمجھایا۔ کہ یہ فضول خیال ہے۔ قرآن شریف میں انہوں نے کونسا تغیر کر دیا ہے جس کے سبب سے تمہاری بات کی سماعت ہو سکے گی؟

کامیابی جلسہ پانی پت۔ مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ پانی پت کا جلسہ کامیابی سے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ہیں جن میں دعوئے نبوت کا بھی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی پرانی دو تین خوابیں بیان کیں جن میں انہوں نے مسیح اور مہدی کا آنا دیکھا تھا۔ حاجی نے رات مسیح موعود کے دعاوی پر تقریر کی۔ بارہ بجے رات تک ہوتی رہی۔ لوگ چاہتے نہیں تھے کہ ختم ہو۔ شہر میں ایک شور پڑ گیا ہے۔ سنا ہے کہ بعض مولوی مباحثہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

سودی روپیہ کی ممانعت۔ حضور نے ایک دست

عـه بیعت کا خط بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آگیا ہے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر کے قادیان ضیاء الاسلام پریس میں چھپ کر شائع ہو)

گے مذکے جواب میں لکھوایا۔ انجمن کے پاس روپیہ نہیں رہتے۔ اور سود پر روپیہ لینا جائز نہیں جو احمدی ہو کر لیا کرتا ہے اس کا دین اور دنیا دونو ضائع ہو جائینگے۔

ماریشس سیکرٹری انجمن احمدیہ مفصلہ ذیل تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی حافظ غلام محمد صاحب۔ مہابرگ جیمبرن گریس میں تشریف لے گئے۔ بہت سارے ہندو جمع ہو گئے۔ اور شرائط سوال و جواب کرتے رہے۔ اور بعد میں مولوی صاحب کے عیان پھر تشریف لیجانے کے لئے درخواست کی۔ پچھلے ہفتہ ہم چھبیسے مولوی صاحب کے ہمراہ گئے۔ آریہ لوگ مولوی صاحب کی تقریر کے بہت خواہشمند تھے۔ لیکن وقت د لا آریوں نے ہمارے لئے وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر ہم اسلام اور احمدیت کے متعلق اگر وہاں آئندہ کچھ بیان کرنا چاہیں تو وہ ہمیں ایک مکان کا انتظام کر دینگے۔

دعا۔ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب اور ماسٹر رحیم بخش صاحب نے ایم اے کا امتحان دینا ہے۔ تمام احباب کو چاہئیے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپکو امتحان میں کامیاب کرے۔

پھلور میں جمعہ کہاں ہوتا ہے۔ رام گڑھ متصل پھلور ضلع جالندھر سے محمد علی احمدی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے علاقہ کے گرد و نواح کے احمدی دوست جمعہ پڑھنے کے لئے پھلور جاتے ہیں۔ اور جو بے خبر ہونے کے وہ شہر والوں سے ہمارا پتہ دریافت کرتے ہیں۔ جو شرارت سے پتہ نہیں بتاتے اس لئے بیچارے دوست جمعہ نہیں پڑھ سکتے۔ لہذا ایسے احباب کے لئے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ احمدیوں کا جمعہ پھلور میں قاضیان والی مسجد میں ہوتا ہے۔ سب احباب مطلع رہیں

بیرونجات۔ فخر الدین مالاباری منگلور سے تحریر کرتے ہیں کہ اس جگہ مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے۔ عاجز کام سے فارغ ہو کر انہیں تبلیغ کرتا ہے۔ بعض لوگ علامات مہدی جو نبی کریم نے فرمائی ہیں مانتے ہیں۔ کہ پوری ہو گئیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ جب ہمارے مولوی مانینگے۔ تو ہم بھی حضرت مرزا صاحب کو مان لینگے۔ وفات مسیح عام طور پر قبول کرتے ہیں۔

نئی انجمن۔ عبد القدوس نو مسلم سیکرٹری انجمن احمدیہ ملا بار تحریر کرتے ہیں۔ کہ عاجز نے انبالہ میں جا کر انجمن احمدیہ قائم کر دی ہے۔ اور دیگر جو احمدی تھے۔ سب اسی انجمن سے متعلق کئے گئے ہیں۔ چودھری محمد رمضان صاحب وکیل پریذیڈنٹ اور چودھری قادر بخش صاحب اپیل نویس سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

ملک مصر کی چٹھی۔ محمد امیر فرنہ پوری مصر تحریر فرماتے ہیں۔ میں یہاں مساجد میں جا جا کر ایسے آدمیوں کی تلاش کرتا رہتا ہوں۔ جو میری بات کو سنیں۔ الحمد للہ کہ پرسوں عشا کی نماز کے وقت ایک شخص مل گیا جو میری بات سمجھ سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق اور آپکے دعوائے نبوت کے متعلق اسے سنا دیا گیا۔ پھر اگر موقعہ ملا۔ تو مفصل تبلیغ کرونگا۔

اطلاع۔ اگر کوئی دوست کوئی کتاب یا رسالہ یا کوئی ٹریکٹ مفت تقسیم کرانا چاہتے ہوں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ کر دیں۔
غلام رسول و عبد اللہ احمدی پنجابی پارچہ فروش معرفت جواہر مل سدھ گنج اندور۔

۲۔ احمدی احباب جو کسی وجہ سے لدھیانہ تشریف لے جائیں۔ وہ دار البیعت محلہ جدید لدھیانہ میں فروکش ہوں

جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ محمد حسن ربنالہ اپنی بیوی کا جنازہ غائب پڑھنے کے لئے احباب سے درخواست کرتے ہیں۔

اپنے عقائد سے انحراف۔ ڈیرہ غازیخان سے برادرم محمد اکبر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرہم عیسیٰ یہاں ۸ مارچ سے آیا ہوا ہے۔ اسلام اور مسئلہ نبوت پر اس سے گفتگو ہوئی۔ جب اس سے کسی جگہ جواب نہیں آتا۔ تو اس بات کو چھوڑ کر دوسری لے بیٹھتا ہے۔ کل مغرب سے پہلے مولوی محمد سعید سکول ماسٹر جس کو قمر الانبیاء ہونے کا دعوے ہے۔ آگیا اس نے کہنا شروع کیا۔ کہ حضرت عیسیٰ کا باپ تھا اور یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ مولوی عزیز بخش اور ایک اور پیغامی اس کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ کو بلا باپ کہا ہے۔ اور یہی حق اور سچ ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے دلائل نہیں بیان فرمائے۔ اس لئے یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مرہم عیسیٰ جب قابو آجاتا ہے اور جواب نہیں دے سکتا۔ تو اس وقت

خطبہ نکاح۔ سالانہ جلسہ انجمن احمدیہ امرتسر کی تقریب پر مولوی سید سرور شاہ صاحب نے امام بی بی بنت کرم بخش صاحب ساکن امرتسر کا نکاح مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد اللہ صاحب جیبی ڈاکخانہ شرقپور کے ساتھ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۶ء کی شام کو پڑھا۔

پیغامی لیکچرار۔ ایک اشتہار کین شیر پرنس میلہ کے عنوان سے میں نے دیکھا جس میں لکھا کہ چند مشہور بازیگر بھی اس موقعہ پر ہندوستانی دکھیں دکھائیں گے پھر کچھ گانیوالوں کا ذکر ہے اور ڈاکٹر یعقوب بیگ اور خواجہ کمال الدین صاحبان کے لیکچر بھی اسی ضمن میں ہونگے۔ خدا اپنا رحم کرے

ملتان میں پیغامی ایجنٹ کی ناکامی۔ مرہم عیسیٰ یہاں بھی آیا تھا۔ مگر چند مبائعین کے ساتھ کچھ جھگڑا کر کے ناامید ہو کر لاہور چلا گیا ہے۔

جلسہ بنگہ۔ ۲۰ مارچ کی شام کو بنگہ میں سکھوں اور آریوں کے متعلق ایڈیٹر صاحب کا لیکچر تھا۔ لیکچر کے بعد سکھوں اور آریوں کو جواب و سوال کا موقع دیا گیا۔ آریوں کی طرف سے لالہ کرپا رام رئیس بنگہ اٹھا۔ مگر الحمد للہ کہ چند منٹ میں ہی اسے خاموش ہونا پڑا۔ اس کے بعد سکھ صاحبان کی باری ہوئی۔ تین سکھ باری باری بولے۔ مگر الحمد للہ۔ کہ سوائے خاموشی کے چارہ نہ رہا۔

دعا صحت۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی بہت بیمار ہیں ناظرین اس مخلص بھائی کے لئے توجہ سے دعا فرمائیں

جنازہ پڑھا جاوے۔ گولیکی (گجرات) میں چوہدری خان محمد صاحب فوت ہوا ہے۔ مرحوم اپنے محلے اپنے خاندان میں اکیلا اور نہایت مخلص احمدی تھا۔ نبوت و مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی خوش گفتار تھا جس کی وجہ سے ظالموں نے کئی دفعہ مارا حتےٰ کہ ایک بار شفاخانہ جانا پڑا۔ مگر یہ مستحکم چٹان کی طرح اس طوفان بے تمیزی میں قائم رہا۔ ننھے ننھے بچے ہیں۔ مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے کوئی غیر احمدی ہاتھ نہ لگائے۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ۔

نیک نمونہ۔ جلسہ بنگہ میں مبائعین کے خلاف لیکچر ہو رہے تھے تو بعض کا منشا تھا کہ کوئی ایسی بات کی جائے جس سے غیر احمدیوں کو رنج ہو۔ مگر شیخ عبد الحق صاحب حبیب نے۔ خلیفہ ثانی سے دعائیں

مرہم عیسیٰ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے تو کہنے لگا کہ وفاتِ مسیح موعود نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اخبار الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ و ۲۰ مارچ ۱۹۱۶

کیا غیر احمدی قرآن جانتے ہیں۔

نمبر ۴

ہم اپنے گذشتہ تین نمبروں میں بتا چکے ہیں۔ کہ مولوی ابوالکلام صاحب آزاد جنہیں قرآن دانی کا بہت بڑا دعویٰ ہے۔ کس طرح آیات کے غلط معنے کرتے ... ... ہیں۔ چونکہ اس سلسلہ مضمون میں غیر احمدی پبلک کے لئے اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ سوائے اس ایک جماعت کے جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوئی ہے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی قرآن کریم کے صحیح معنی نہیں جانتا۔ اور یہ دلیل ہے۔ اس بات کی کہ وہ فرد یگانہ جس نے قرآن کریم کو اس کے اٹھائے جانے کے بعد دوبارہ دنیا میں لانا تھا۔ وہ وہی ہے۔ جس نے جماعت احمدیہ قائم کی ہے۔ اس لئے آج کی صحبت میں اس سلسلہ مضمون کا ایک اور نمبر ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ؎

مولوی ابوالکلام صاحب نے اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء کے معنے کئے ہیں۔ کہ جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کیا تو اس نوع کو خلیفہ بنائیگا جو زمین میں فساد و خونریزی کریگی" اس سے آگے لکھا ہے۔ "خدا نے اس اعتراض کا جو جواب دیا۔ اس کی تحقیق چند سطروں کے بعد آئیگی۔ لیکن حضرت آدم کے عمل نے تو جنت ہی میں فرشتوں کے اعتراض کی بظاہر تصدیق کردی" آگے لکھا ہے۔ "حضرت آدم نے غلطی کی۔ اور خود اپنا بنایا گھر اجاڑا۔ لیکن تم نے دیکھا۔ کہ اس فساد نے کیا اصلاح کی۔ اور تخریب نے کیا تعمیر کی۔ بغور دیکھو۔ اس تخریب نے ایک عالم کو کھڑا کر دیا جس میں آدم کی اولاد جیتی جاگتی نظر آتی ہے اس لئے حضرت آدم کا یہ گناہ فرشتوں کے اعتراض کی تصدیق نہیں کرتا۔ بلکہ یہ اس کا اصلی جواب ہے" اس عبارت میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

اوّل۔ جب خدا تعالےٰ نے فرشتوں سے حضرت آدم کے خلیفہ بنانے کے متعلق کہا۔ تو انہوں نے حضرت آدم کو "فساد اور خونریزی" کرنے والا قرار دیا ؎

دوم۔ فرشتوں نے یہ خدا پر اعتراض کیا تھا۔ کہ آپ کیوں ایک فساد اور خونریزی پھیلانے والی نوع کو خلیفہ بنانے لگے ہیں۔ چنانچہ ان کا یہ اعتراض درست نکلا اور "حضرت آدم کے عمل نے تو جنت ہی میں فرشتوں کے اعتراض کی بظاہر تصدیق کردی"

سوم۔ حضرت آدم نے یہ گناہ کیا۔ کہ اپنا بنایا گھر اجاڑا لیکن حضرت آدم کا یہ گناہ فرشتوں کے اعتراض کی تصدیق نہیں کرتا۔ بلکہ یہ اس کا اصلی جواب ہے"

قرآن کریم کی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں باتیں غلط ہیں۔ اول یہ کہ اگر فرشتوں نے اس خاص آدم کو فساد اور خونریزی پھیلانے والا قرار دیا تھا۔ تو سوال ہوتا ہے۔ کہ ان کے پاس اس کے متعلق کیا ثبوت تھا اور وہ اپنے اس دعوےٰ کی تائید میں کون سے دلائل رکھتے تھے۔ پھر جبکہ ان کا اپنا یہ اقرار موجود ہے۔ کہ لا علم لنا الا ما علمتنا ہمیں اس بات کے متعلق کچھ بھی علم نہیں۔ جو کہ آپ نے ہمیں نہیں بتائی۔ تو حضرت آدم کی نسبت یہ فتویٰ دینے کی انہیں کہاں سے جرات پیدا ہو گئی تھی۔ کہ فساد اور خونریزی پھیلائیگا۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا ہے۔ بلکہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے جواب میں جو انہوں نے اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء کہا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ خلیفہ کے معنی منتظم اور احکام و قوانین کو جاری کرنے والا کے ہے۔ اور منتظم کی اس جگہ ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں فساد اور فتنہ کا خوف ہوتا ہے۔ اس لئے فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ کیا دنیا میں فساد اور خونریزی ہونیوالی ہے جس کے لئے خلیفہ کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ سمجھائی جائے ؎

دوم۔ فرشتوں نے خدا تعالیٰ پر یہ اعتراض نہیں کیا۔ اور بھلا جن کے متعلق آیا ہے۔ کہ یفعلون ما یؤمرون وہ اعتراض کہاں کر سکتے ہیں۔ پس انہوں نے اسی طرح کا سوال کیا ہے جس طرح ایک شاگرد اپنے استاد سے کرتا ہے ؎

سوم۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی نبی کی شان کے شایاں ہے۔ کہ وہ کھلی گناہ کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے سر جو گناہ تھوپا جاتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے ایک ممنوع پھل کو کھالیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے خود اس کی نسبت بریت کردی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ولقد عھدنا الیٰ آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما۔ اور ہم نے آدم کو ایک حکم دیا تھا جس کو وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس فعل کے کرنے پر اس کا عزم نہیں پایا۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے۔ کہ حضرت آدم کا ممنوع پھل کھانا کسی ارادہ اور عزم کے ماتحت نہیں تھا۔ بلکہ بھول جانا تھا جو ایک فطرتی انسانی کمزوری ہے۔ اور ایسے گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ گناہ وہ ہوتا ہے۔ جس میں عزم اور ارادہ پایا جائے۔ مثلاً ایک شخص غلطی سے کسی دوائی کے بجائے زہر کھا لیتا ہے۔ اور مر جاتا ہے تو یہ اس کا گناہ نہیں ہے۔ اور ایک شخص جان بوجھ کر زہر کھاتا ہے۔ تا کہ ہلاک ہو۔ یہ اس کا گناہ ہے۔ کیونکہ اس کا اس فعل کے ساتھ ارادہ اور عزم بھی شامل ہے۔ اور یہی اس کو گناہگار قرار دیتا ہے۔ پس اگر حضرت آدمؑ نے ممنوع پھل کھایا۔ تو اسی طرح جس طرح ایک شخص بھولے سے زہر کھالے۔ اس لئے ان کی طرف گناہ کا لفظ منسوب ہی نہیں ہو سکتا ؎

اسی سلسلہ مضمون میں ابوالکلام صاحب نے ان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا کے یہ معنی کئے ہیں۔ کہ "تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم میں نہ اترے یہ تمہارے پروردگار کا قطعی فیصلہ ہے" ان معنوں کا سیاق سباق بتاتا ہے۔ کہ ابوالکلام صاحب نے اس سے

یہ مراد لی ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو جہنم میں نہ اترے۔ لیکن یہ ایک غلط بات ہے۔ جس کو ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم کرنے کے لئے کوئی مسلمان تیار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس طرح ہزاروں اور لاکھوں ولیوں اور بزرگوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ذات والا صفات بھی اس میں شامل کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے صاف اور کھلے الفاظ میں فرمایا ہے۔ کہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولٰئک عنہا مبعدون۔ لا یسمعون حسیسہا وہ لوگ جن کے لئے پہلے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو گیا۔ یہ لوگ اس سے (جہنم) دور کئے گئے ہیں۔ اور اس قدر دور کئے گئے ہیں۔ کہ اس کی ذرا سی آواز بھی نہیں سنینگے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ کسی مومن اور متقی کا جہنم میں داخل ہونا تو الگ رہا۔ اس کی آواز تک کے قریب بھی نہ ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب ایک سائل کے نام

ایک شخص کے خط کے جواب میں جس نے اپنے خط میں سوال کیا تھا۔ کہ آپ کے والد (حضرت مرزا غلام احمد صاحب) نے کس آیت کے بموجب مسیح موعود و مہدی ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر کروایا:۔ مسیح موعود ایسے وقت آیا جب اسلام نہیں رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم جب تک کوئی شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ تب تک اللہ تعالیٰ بھی اپنا انعام اس پر نہیں کرتا۔ اب مسلمانوں کی حالت جیسی ہو رہی ہے وہ ظاہر ہے کسی زمانہ میں مسلم قوم سب قوموں سے زیادہ معزز تھی۔ اور اب سب سے زیادہ ذلیل ہے۔ خدا تعالیٰ نے کیوں ان سے اپنے انعام ہٹا لئے۔ خدا تعالیٰ کا مسلمانوں سے اپنا معاملہ بدل لینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر جو دین تھا۔ وہ بدل گیا۔ پس مسیح موعود بے وقت نہیں آیا۔ بلکہ عین وقت پر آیا۔ جبکہ زمانہ اس بات کا مقتضی تھا۔ کہ کوئی مسلمانوں کی حالت سنوارنے والا آوے۔ آپ اسکے دعویٰ پر غور کریں تو آپ پر صداقت کھل جائیگی۔

میرٹھ میں ہمارے علما کی کامیابی

مولوی حاجی احمد علی صاحب ایک مشہور و معروف مناظر اور مولوی ہیں انہوں نے ایک اشتہار محمد موسیٰ کی طرف سے دیا تھا جس میں یہ پر زور تحدی تھی۔

اب دوبارہ میرزائیاں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ علماء کو طلب کریں اور اپنے وعدہ سے سبکدوش ہوں۔ مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات میں اول بحث ہوگی ++ افسوس ہے کہ باوجود وعدہ کرنے کے معلوم نہیں۔ علماء کو کیوں طلب نہیں کرتے۔ تمام میرزائیوں کی طرف روئے سخن ہے کہ وہ حضرت مسیح کی حیات و ممات کی بابت بحث کریں اور مجدد مرزا صاحب کی نبوت ثابت کریں۔ اگر میرزائی اس پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کی کمزوری سمجھی جائیگی +++ میں عرصہ دراز سے اس امر کی تلاش میں ہوں کہ کوئی مولوی میرزائی ایسا دستیاب ہو کر ہمت کرکے عام جلسہ میں بحث کو منظور کرے۔

اس بنا پر ہمارے علماء وہاں پہنچے۔ اور باوجود اصرار تمام کے مولوی حاجی احمد علی صاحب کو مقابل آنے کی ہمت نہ پڑی۔ جیسا کہ رپورٹ سے ظاہر ہے۔ (ایڈیٹر)

امروہہ سے واپس آکر جب دیکھا کہ آریہ بھی مباحثہ سے گریز کرتے نظر آتے ہیں۔ اور غیر احمدی علماء نے بھی کوئی چیلنج نہیں بھیجا جناب حافظ روشن علی صاحب امیر قافلہ نے مناسب سمجھا کہ میرٹھ بھی جاکر فیصلہ کر آئیں چنانچہ خاکسار اور حافظ صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب اسی دن روانہ ہو کر شام کو وہاں پہنچ گئے۔ صبح اٹھتے ہی بعد نماز مولوی احمد علی صاحب کی خدمت میں دو خط روانہ کئے گئے۔ ایک خط وہاں کے سیکرٹری کی طرف سے اور ایک خط ہماری طرف سے جو عربی زبان میں تھا دوسرا خط جو سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ کی طرف سے لکھا گیا اس کی نقل ذیل میں ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولوی احمد علی صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

السلام علی من اتبع الہدیٰ و ما ابتکر و ما بی!

برادر مکرم مفتی محمد صدیق صاحب نے جو اعلان میرٹھی دو ہفتہ آپکے لئے شائع کیا تھا کہ آپ حسب شرط قرار دادہ خود حیات مسیح ابن مریم کا ثبوت قرآن سے پیش کریں اس کے جواب میں آپنے شیخ محمد موسیٰ کے نام سے جو اعلان دیا ہے اس کو زیر نظر رکھکر اور آپکے خط کی تعمیل میں جماعت احمدیہ میرٹھ و انچولی نے اپنے علماء کو بلا لیا ہے۔ اور وہ قصبہ کو پہنچتے ہیں آپ آج ہی وہاں اپنا اعلان کے موافق پہنچ جاویں تاکہ قضیہ زمین برسر زمین فیصل ہو جائے امید ہے۔ جس مباحثہ کے لئے آپ نے چیلنج دیا ہے۔ اب اس کو پورا کریں ہم اور ہمارے علماء آج آپ کا انتظار انچولی کریں گے۔ صرف یہ اطلاعی خط آپکو لکھا ہے ہمارے علماء کی طرف سے جداگانہ مراسلہ بھی اس کے ساتھ ہی پہنچتا ہے آپ مہربانی کرکے بہت جلد تشریف لائیں عام جلسہ میں تمام امور متعلقہ مباحثہ بھی طے ہو جائیں گے ان شاء اللہ العزیز۔

شیخ عبد الرشید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ء

یہ دونوں خط شیخ عبد الرشید صاحب و محمد صدیق صاحب لیکر مولوی صاحب کی طرف گئے اور ہم سوار ہو کر انچولی کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں پہنچکر ان غیر احمدیوں کو جنہوں نے پہلے مباحثہ کرایا تھا کہیں کہ وہ جاکر مولوی صاحب کو لائیں۔ اور ہم نے وہاں جاکر ان لوگوں کو بہت کہا۔ مگر ان میں سے ایک بھی تیار نہ ہوا۔ کیونکہ وہ پہلے دیکھ چکے تھے کہ مولوی صاحب پہلے مناظرہ میں کچھ نہیں کر سکے۔ اب آکر کیا بنا لیں گے۔ مفت کی بدنامی اور سبکی ہوگی اور ہمارے دوست مولوی صاحب کے پاس پہنچے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک ان سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک بھی کہا کہ ہم کرایہ آنے جانے کا اپنے پاس سے دیتے

ہیں آپ صرف تشریف لے چلیں۔ اگر آپ نہیں جا سکتے تو کسی شاگرد کو ہی بھیج دیں۔ اگر مباحثہ پر اس وقت راضی نہیں ہو تو وہاں جا کر صرف تاریخ ہی مقرر کرا آئیں مگر کسی بات پر بھی راضی نہ ہوا۔ آخر اتنے لمبے عرصہ کی گفتگو کے بعد ہمارے دوست واپس آ گئے۔ خیر ہم نے انجمن میں اس اعلان کر دیا کہ عصر کی نماز کے بعد ہمارے وعظ ہونگے لوگوں نے وہاں پر کمیٹی کی اور اس میں فیصلہ کیا کہ کوئی ان کا وعظ سننے نہ جائے اس کمیٹی کے کرنے اور اس قدر اعراض کی وجہ یہ تھی۔ کہ گذشتہ مناظرہ میں جو مولوی صاحب نے زک اٹھائی تو ان میں ایک آدمی عزیز الرحمٰن صاحب نے ہماری جماعت کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی اس پر وہاں شور برپا ہو گیا اور کہا کہ وہ احمدی ہو گیا۔ اس لئے انکو اس دفعہ بھی یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں کوئی اور آدمی نہ چلا جاوے خیر ہم عصر کی نماز کے بعد مقررہ مقام پر پہنچے۔ اور وہاں کچھ دیر انتظار کیا مگر کوئی نہ آیا۔ لوگ گھروں میں تالے لگا کر باہر نکل گئے تاکہ اگر کوئی بلانے بھی آئے تو انہیں سے کہیں جانا نہ پڑ جاوے۔ مگر ہم نے اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ حافظ صاحب نے سورہ نوح پڑھی اور ان کو انبیاء و اور اس کے مخالفین کے قصے سنا کر ان کو انجام بد سے ڈرایا جب انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے تو شروع کر ہی دیا تو انہوں نے بعض لڑکوں کو ہمارے سامنے ایک مکان پر چڑھا دیا۔ تاکہ وہ وہاں شور ڈالیں اور تالیاں بجائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا مگر خدا کے فضل و کرم سے ان کے اس قدر شور و غل سے کوئی تیس کے قریب آدمی اکٹھے ہو گئے اور ہم کو اچھی طرح سنانے کا موقع مل گیا حافظ صاحب کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب نے بہت جوش کے ساتھ تقریر کی اور حضرت صاحب کے دعویٰ کو خوب صراحت کے ساتھ بیان کیا اور ان کی اس شرمناک حالت اور قابل ملامت سلوک کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اس کے بعد یہ خاکسار اٹھا اور احمد علی کا اشتہار پڑھ کر سنایا اور ان فقرات کی طرف جن میں اس نے بڑے زور سے ہم کو چیلنج دیا تھا توجہ دلائی اور بتایا کہ دیکھو ہم موجود ہیں اور وہ ابتک نہیں آیا۔ باوجود اس کے کہ ہم نے اپنے پاس سے اس کو کرایہ گاڑی دینا بھی منظور کیا اس پر ایک نوجوان اٹھا اور اس نے کہا صاحب تم نے جو اشتہار دیا ہے اور اس میں جو پہلی شہادت عاشق علی کی لکھی ہے کیا کوئی تم سے یہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ شہادت عاشق علی کی ہے۔ محمد صدیق نے کہا کہ کیا تو عاشق علی ہے تو اس نے تین دفعہ سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ ہاں میں ہی عاشق علی ہوں۔ ہاں میں ہی عاشق علی ہوں۔ ہاں میں ہی عاشق علی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو شہادت لکھی ہوئی ہے۔ مگر وہ بھی حیران ہو گئے کہ میں کیا جواب دوں (معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کی صورت سے آشنا نہ تھے صرف ان کے پاس اس کی شہادت پہنچ گئی تھی) ادھر میں بھی حیران مخالفین تو خوشی سے بھر گئے۔ اور قریب تھا کہ وہ شور مچا دیتے۔ مگر قربان جاؤں اپنے مولا کے فوراً ایک نوجوان مسمی قمر الدین صاحب جو کہ غیر احمدی ہی تھے اور جنہوں نے واقعی اس وقت ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرات کا نمونہ دکھایا۔ اور دوڑ کر اس کاذب شاہد کے پاس پہنچکر کہنے لگے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو کہاں عاشق علی ہے؟ عاشق علی نے تو میرے سامنے شہادت لکھکر دی تھی میں اس کا خود شاہد ہوں۔ اس پر اس کو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا اور کہنے لگا کہ میرا اور عاشق علی کا مذہب تو ایک ہی ہے۔ اس لحاظ سے میں عاشق علی ہی ہوا اس پر قہقہہ پڑا۔ اور اس کو خاموش ہونا پڑا۔ تمام لیکچروں کے اثنا میں لڑکے شور مچاتے رہے اور تالیاں اور کنکر پھینکتے رہے مگر الحمد للہ کہ ہم کو کسی طرح کی ایذا نہ پہنچی اس کا بعض لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور وہ سمجھنے لگے کہ یہ یہاں کے لوگوں کی شرارت ہے۔ لیکچر کے بعد سب حاضرین کہہ رہے تھے کہ بہت ہی کمینہ حرکت کی گئی ہے۔ اور شرافت سے گرا ہوا سلوک دکھایا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا کے فضل و کرم سے جلسہ کامیابی کیسا تھ ختم ہو گیا ؀

وہاں سے شام کو روانہ ہو کر ہم میرٹھ پہنچے اور پہنچتے ہی میں اور شیخ یعقوب علی صاحب اور حامد حسین خانصاحب مولوی احمد علی صاحب کے مکان پر گئے اور وہاں مسجد میں جا کر ان کو جا کر پکڑ لیا وہاں میں نے جاتے ہی ان سے عربی میں گفتگو شروع کر دی۔ اس پر بیچارے بڑے گھبرائے میں نے ان سے یہی مطالبہ کیا کہ میں نے صبح آپ کو ایک خط لکھا تھا مگر اس وقت تک آپنے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم سارا دن آپ کا وہاں قصبہ میں انتظار کرتے رہے آخر اب آپکے پاس حاضر ہوئے ہیں اب وہ جواب دینے سے بہت کترائے آخر اور لوگوں کے زور دینے سے اتنا اس نے مانا کہ میں ایک ہفتہ کے اندر اندر معین تاریخ سے اطلاع دونگا پھر اس کے لکھنے پر راضی نہ ہوا خیر بہت لوگوں کے کہنے سننے سے یہ چند الفاظ اس نے لکھ دیئے ؀

جماعت سیلون اور اس کی کوششیں

مندرجہ ذیل چٹھی سے جو سیکرٹری انجمن احمدیہ سیلون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں۔ اس انجمن کی تبلیغی کوششوں پر جو وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے کر رہی ہے روشنی پڑتی ہے۔ اور احباب سیلون کی اس محبت کا اظہار ہوتا ہے جو وہ اپنے پیارے مسیح موعود کے سلسلے سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان تمام کوششوں کو بار آور کرے۔ آمین ؀

سیکرٹری انجمن احمدیہ سیلون تحریر کرتے ہیں۔ ملا لوگ اور تامل اخبار "اسلام میٹرن" ہمارے برخلاف گالیاں شایع کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ سلمانوں کا سمجھدار عنصر ہمارے ساتھ تعلق ہمدردی رکھتا ہے۔ گو ہماری ترقی ابھی نمایاں نہیں ہے۔ تاہم ہمدردی حاصل کر رہے ہیں۔ ہم نے ایک پریس کے اجرا اور ایک ٹائپ کی خرید کہ جس سے احمدیت کی اشاعت ہو سکے کیواسطے چندے کی فہرست کھولدی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوں۔ وہ لوگ جو ایک وقت ہمارے سلسلے کے برخلاف تھے۔ آہستہ آہستہ احمدیت کی قیمتی باتیں سننے لگے ہیں۔ ملا لوگ چودہری فتح محمد صاحب ایم اے کے ساتھ جو ولایت سے آ رہے ہیں۔ بحث کی تیاری کر رہے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کسی کو بھی ان میں سے مقابلہ کی جرات نہ ہوگی۔ میں نے ان ملانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ اگر وہ کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ لکھکر مجھے دیدیں۔ میں اس کا جواب لکھ دونگا۔ لیکن وہ مقابلہ کے لئے نہیں نکلتے ؀

مارشس کی چٹھی

از مبلغ احمدیت مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے

ایک شخص کے سوالوں کا جواب

ہم عشاء کی نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد مسجد میں ہی درس قرآن دیتے ہیں۔ اور اب اللہ کے فضل و کرم سے اغیار بھی سننے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ رات کو سات آٹھ نئے آدمی تھے جو کہ ابھی تک احمدی نہیں ہوئے جو ہمارا درس قرآن سنتے ہے۔ بچہ ہمارے متعلق اتہامات کو مان نہیں سکتا۔ اور سوال کا بھی موقعہ دیا جاتا ہے۔

خانہ کعبہ میں چار مصلی — چنانچہ ایک آدمی نے جو پہلے سخت مخالف تھا سوال کیا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور مذہب میں کوئی فرق ہے اور کیا وجہ ہے کہ جیسا کہ چاروں امام اپنے زمانہ میں مکہ میں مصلی قائم کر گئے ہیں تمہارا مصلی کیوں قائم نہیں ہے۔ اور اگر فرق ہے تو کیوں ہے اور چار مذہب کس طرح ہو گئے۔ میں نے اس کو بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ستر برس یعنی سنہ ۸۰ھ میں امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے ہیں اور امام مالک سنہ ۹۵ھ اور امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ میں اور امام احمد بن حنبل سنہ ۱۶۴ھ ہیں۔ اختلاف آئمہ کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایک جگہ میں سارے نہیں تھے کوئی کسی ملک میں چلا گیا تھا اور کوئی دوسرے ملک میں جا رہا تھا جس امام کو جو حدیث مل گئی اور قرآن شریف اور اس حدیث کے مطابق اس نے مسائل بنائے اور یہی وجہ ہوئی ہر اختلاف کی اور بعض استنباط میں اختلاف بوجہ مختلف افہام کے ضروری تھا۔ مگر وہ سب نیک نیت اور صالح امام تھے۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر میری بات قرآن اور حدیث کے برخلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو اور قرآن اور حدیث کو لیلو اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ امام ابو حنیفہ یا دوسرے آئمہ کے زمانہ میں ان میں انہوں نے خود اپنا مصلی قائم کیا تھا۔ یہ سب مصلی ان کے بعد قائم ہوئے ان بیچاروں کے زمانے میں تو انکو تکلیفیں دی گئیں۔ امام ابو حنیفہ کو ستایا گیا اور قید میں رکھا گیا اور امام احمد کی بے عزتی کی گئی اور بہت ستایا گیا اس دنیا غدار نے کسی صالح اور امام اور نبی کے ساتھ کبھی سلوک ٹھیک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اس دنیا کے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ آسمانی ہوتے ہیں اس لئے دنیا طبعًا ان سے دشمنی اور عداوت کرتی ہے۔ یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانو بہ یستھزءون اس سے اس کی تسلی ہو گئی۔

امت محمدیہ میں ۷۲ فرقے — اور پھر اس نے یہ اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے میں نے کہا ٹھیک یہ صحیح حدیث ہے اور ۷۳ فرقے موجود ہیں۔ مگر اس سے آپ کی غرض کیا ہے۔ کیا آپ ہم کو ان فرقوں میں شامل سمجھتے ہیں جو کہ ناری ہیں کیونکہ اس حدیث کی رو سے ایک جنتی ہے۔ اور باقی ناری ہیں اس کا فیصلہ بھی خود حضور علیہ السلام نے کر دیا ہے کہ جو فرقہ ما انا علیہ و اصحابی ہے۔ وہی جنتی ہے سو اس وقت ہم ہی ہیں جو کہ آخرین منھم لما یلحقوبھم کا دعویٰ رکھتے ہیں یعنی ہم ہی قرآن اور حدیث صحیح پر قائم ہیں اس لئے ہم اللہ کے فضل و کرم سے وہی جماعت ہیں جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت تھی۔ ہاں اگر آپ ہماری کسی بات کو قرآن اور حدیث کے برخلاف ثابت کر دیں تو بیشک آپ کا حق ہو سکتا ہے کہ کہیں کہ فلاں بات میں تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راہ چھوڑ بیٹھے۔

پچھلی صدیوں کے مجددین — گذشتہ رات کو اس نے یہ سوال کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا۔ تو اس چودھویں صدی سے پہلے کی صدی کا کون مجدد تھا۔ میں نے بتا دیا کہ یہ سوال آپ کا ٹھیک نہیں ہے یہ ایسا ہی سوال ہے کہ کوئی رسول کریم صلعم سے پوچھے کہ آپ پہلے نبیں بتا دیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نام کیا تھے۔ موسیٰ سے بھی اس قسم کا سوال فرعون نے کیا تھا۔ کہ ما بال القرون الاولیٰ ان کا یہی جواب تھا علمہا عند ربی فی کتاب اگر کوئی اپنے ضلع کے کمشنر کو پوچھے کہ میں مکتوب افسر تو لکا اگر اپنے پہلوں کے نام بتاؤ تو وہ اس سوال سے خوش نہیں ہوگا بلکہ ناراض ہوگا۔ اس کو تو اپنا حاکم منوانا ہے دوسرے سے کیا غرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ حقہ کی تبلیغ صرف اسی جزیرہ تک محدود نہیں ہے۔ ۴ فروری سنہ ۱۶ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک نوجوان مسلمان کو بھیج دیا۔ جو کیپ کالونی میں بود و باش رکھتا ہے۔ وہ بہت ہی ذہین اور فہیم معلوم ہوتا ہے اس کو سلسلہ حقہ کی خوب تبلیغ کی گئی اس نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کا خریدار بن جاویگا۔ اس کو اسلام کی فلاسفی اور حضرت صاحب کی کتاب پڑھنے کو دی۔ شرائط بعیت بھی دیئے پھر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر دلائل پوچھے۔ اور پھر سمجھائے گئے۔ وہ ان سب باتوں کا قائل ہو گیا۔ اور وفات مسیح کو بھی قرآن شریف سے سمجھ گیا ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس حق کو اپنے ملک میں پھیلائیگا وہ کہتا ہے کہ انہوں نے تین سو آدمیوں کی ایک انجمن قائم کی ہوئی ہے۔

کل ایک دوست وسکالے سے ہمارے پاس آئے تھے۔ سلسلہ کے حالات سے آگاہ کر دیا گیا وفات مسیح اور تصدیق مسیح دونوں کی تسلی کر دی۔ اپنے گاؤں میں بھائیوں کو سمجھانے کے لئے ایک نسخہ ظہور المسیح شرائط بعیت لے گئے ہیں۔

دوسرا خط — روز ہل میں اب لوگ اللہ کے فضل سے نرم ہوتے جاتے ہیں چھ سات آدمی جو روز ہل میں ہمارے مخالفوں کے سرغنہ بنے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس آنے لگ پڑے ہیں۔ اور انہوں نے ہمارے درس سننا شروع کر دئے ہیں ۱۲ تاریخ کی شب کو ½ ۱۱ بجے تک انکو تبلیغ کی۔ قرآن شریف سے وفات مسیح سمجھائی گئی۔ حدیث سے بتائی گئی۔ ان کی مروجہ مجالس سے مسئلہ وفات مسیح دکھایا گیا۔ رجوع موتٰے کے متعلق سورۃ المومنون کے پہلے رکوع سے سمجھایا گیا۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم سے جو ہر کا لوگوں کو لگتا ہے۔ اسے کھول کر بتا دیا گیا۔ لفظ نزول کی قرآن شریف حدیث مسلم۔ ادب محاورہ اہل عرب سے خوب کھول کر تشریح کی گئی

ایک آریہ سے

جناب حافظ روشن علی صاحب کی گفتگو

پچھلے دنوں قادیان کے آریوں کا جو جلسہ ہوا تھا اس میں ان کے مایۂ ناز لیکچرار مہاشہ "پریم" کے لیکچر بھی ہوئے جس نے اپنے لیکچر میں روح اور مادہ کو ازلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسلام پر بھی بہت سے غلط اور بیجا الزام لگائے۔ لیکچر کے خاتمہ پر انہیں کہا گیا کہ آپ نے اہل اسلام سے اپنے لیکچر میں بہت سے مطالبات کئے ہیں کیا آپ اپنے جلسہ میں ان کا جواب سننے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جلسہ میں آپ کو بولنے کے لئے وقت دینا آریہ سماج قادیان کی مرضی پر منحصر ہے البتہ میں پرائیویٹ طور پر آپ سے گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں ان کے اس کہنے پر بات کے وقت سماج میں گفتگو کرنے کے لئے تجویز ہوئی۔ وہاں جو گفتگو ہوئی۔ اسے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

آریہ صاحب نے دعویٰ کیا کہ روح اور مادہ ازلی ہیں۔ اس کے متعلق جناب حافظ صاحب نے کہا کہ آپ نے جو یہ دعویٰ کیا ہے اس کا ثبوت وید سے دیجئے۔

آریہ صاحب۔ وید میں ہر ایک بات موجود ہے۔ جس طرح سائنس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہر ایک روشنی کا منبع سورج ہے۔ مگر اس کے دیکھنے کے لئے کچھ اور ذرائع کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ کہ کچھ لوگوں نے وید کے مضامین کو سلیس اور عام فہم طور پر پیش کیا ہے۔ ان کے ذریعہ وید کو دیکھا جائے اور پھر فلسفہ منطق وید کے سمجھنے کے لئے امدادی اوزار ہیں۔

حافظ صاحب۔ آپ نے یہ تو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ وید میں ہر ایک بات موجود ہے۔ اس لئے آپ جو دعویٰ کریں اسے وید سے دکھلائیں۔ اور وید سے ہی اس کے دلائل بھی پیش کریں۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ روح اور مادہ مخلوق نہیں آپ اسے وید سے دکھلائیں اور اس کے متعلق دلائل بھی وید سے ہی دیں ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ روح اور تمام دوسری چیزیں مخلوق ہیں۔ خود بخود سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اور یہ دعویٰ ہم نے قرآن کریم کی بنا پر کیا ہے۔ اور قرآن اپنے دلائل کو پیش کرنے کے لئے کسی غیر کا محتاج نہیں ہے بلکہ اپنے دعویٰ کے دلائل رکھتا ہے یہ منطق اور فلسفہ کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی اور وں کی شرحوں کی اسے ضرورت ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ قرآن شریف نے جہاں روح کو مخلوق قرار دیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی دلائل بھی پیش کر دیئے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اللّٰہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار۔ اللہ کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ یہ دعویٰ ہے اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہو الواحد القھار۔ وہ ایک ہی ہے اور ہر ایک چیز پر غالب ہے۔ اور کوئی مثل اس کے سامنے ان ہونا نہیں۔ یہ بہت واضح اور کھلی دلیل ہے۔ کہا گیا۔ کہ اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اس کا خلاف آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ بعض کا خالق نہیں اور بعض کا ہے۔ مثلاً روح کا خالق نہیں۔ اب سوال ہوتا ہے۔ کہ روح کا کیوں خالق نہیں ہے۔ اس کے متعلق لازماً ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس کو روح کے خلق کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ لیکن قدرت کا نہ ہونا ایک نقص ہے۔ اور نقص اپنے لئے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا نے اپنے لئے اس نقص کو پسند کیا ہے۔ اور اگر یہ نقص خدا میں مانا جائے تو وہ ناقص ٹھہرتا ہے۔ اور ناقص خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ روح کو غیر مخلوق ماننے سے خدا کے مقابلہ میں ایک اور چیز ماننی پڑتی ہے۔ اس لئے فرمایا ہو الواحد وہ ایک ہی ہے۔ دوسری دلیل یہ فرمائی کہ وہ قہار ہے یعنی اس کے قبضہ میں ہر ایک چیز ہے۔ اور ساری چیزیں اس کے قبضہ اور ملک میں ہیں اس کو کسی چیز کے کسی سے لینے یا کسی پر فتح پا کر حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پس جب تمام چیزیں اس کے قبضہ اور ملک میں ہوئیں۔ تو روحیں بھی اسی کے اختیار میں ہوئیں ان کا پیدا کرنا کسی جسم میں داخل کرنا اور نکالنا اسی کے اختیار میں ہوا اور اگر یہ نہ مانا جائے۔ کہ خدا روحوں کو پیدا کرتا ہے تو بتایا جائے۔ کہ روحیں کس طرح اس کے قبضہ میں آگئیں یعنی پرمیشور روحوں کا کس ذریعہ سے مالک بن گیا۔ کیا اس نے انکو کسی سے خرید لیا۔ یا خود بخود ان پر ناجائز تسلط کر لیا۔ کیونکہ انکو اس نے پیدا تو کیا نہیں پھر اس کا کیا حق ہے۔ کہ ان پر قبضہ کرے اور وہ اس کے ماتحت کام کریں۔ یہ حق تو اسی کو پہنچتا ہے۔ جو ان کا خالق ہونے کی وجہ سے مالک ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اگر پرمیشور روحوں کی خلق پر قادر نہیں۔ تو یہ اس میں نقص ہے۔ اور نقص مجبوری سے ہوتا ہے۔ اور جو مجبور ہوتا ہے۔ وہ خدا نہیں ہے۔ اور نہ ہی واجب الاطاعت ہے۔

آریہ صاحب۔ آپ فرماتے ہیں کہ روحوں کا خالق نہ ہونے سے خدا پر نقص آتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کا کسی کام کو نہ کر سکنا اس میں نقص وارد نہیں کرتا مثلاً دیکھئے میرے مکان میں ایک ایسا شخص آئے جس کا آنا مجھے پسند خاطر نہ ہو۔ تو میں اسے کہہ دونگا۔ کہ تم میرے مکان سے چلے جاؤ۔ یا راجہ پٹیالہ کسی پر ناراض ہو تو اسے حکم دیتا ہے۔ کہ تم میری ریاست سے نکل جاؤ۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا خدا میں یہ طاقت ہے کہ جس کو ناپسند کرتا ہو اسے اپنے ملک سے نکال دے ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ایسا کام جس کو مجھ جیسا انسان کر سکتا ہے۔ اس کے کرنے کی خدا میں طاقت نہیں ہے۔ اور اگر طاقت ہے تو کسی کو اپنے ملک سے نکال کر دکھائے۔ لیکن وہ نہیں نکال سکتا۔ پس باوجود اس کے کہ اس میں نکالنے کی قدرت نہیں۔ مگر نقص نہیں ہے۔ تو روحوں کے پیدا نہ کر سکنے کی قدرت نہ رکھنے سے کیوں نقص عائد ہو جاتا ہے۔

حافظ صاحب۔ آپ نے جو فرمایا۔ کہ جس کے گھر میں آنے کو میں ناپسند کروں۔ یا جس کا رہنا مہاراجہ پٹیالہ اپنے ریاست میں ناپسند کرے اسے نکال دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ مگر خدا میں یہ قدرت نہیں ہے۔ کہ وہ جس کو نکالنا پسند کرے نکال سکے۔ اس سے معلوم ہوا

کہ اس میں یہ قدرت ہی نہیں ہے۔ اور باوجود اس کے اس میں نقص نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں آپ کی یہ مثال خدا پر لگ ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اول تو قیاس مع الفارق ہے دوم راجہ پٹیالہ میں یہ نقص ہے۔ کہ اس کی تمام دنیا پر حکومت نہیں۔ سوم وہ کسی آدمی کو اس وقت اپنے ملک سے نکالتا ہے۔ جبکہ اپنی ریاست کے اندر اس کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اسے نکالدے اسی طرح آپ اگر کسی کو اپنے گھر سے نکالدیتے ہیں تو اسی لئے کہ اپنے گھر کے سوا اور کسی جگہ آپکا تسلط نہیں۔ اور یہ ایک نقص ہے۔ دوسرا اس کی اپنے گھر میں آپ اصلاح نہیں کر سکتے۔ اور مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ نکالدیں۔ یہ دوسرا نقص ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ وہ ذات ہے۔ اس کی ریاست کے علاوہ اور کوئی ریاست ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ واحد یعنی ایک ہی ہے۔ پس جب وہ ایک ہی ہوا۔ تو یہ کہنا درست ہی نہیں۔ کہ وہ اپنے ملک سے کسی کو نکال دے کیا اس کے سوا کسی اور کی کوئی ریاست ہے۔ جہاں اسے بھیج دے۔ نہیں۔ کیونکہ اگر اس کے سوا کسی اور کی بھی ریاست ہوتی۔ تو وہ خدا ہی نہ ہوتا۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کسی کو اپنے ملک سے نکالدے۔ گویا وہ یہ مانتا ہے کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کا ملک اس خدا کے علاوہ موجود ہے چونکہ آپ کا یہ کہنا کہ خدا کسی کو اپنے ملک سے نکال دے۔ ایک ناقص بات کو چاہتا ہے۔ اور اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ کسی اور خدا کی بھی بادشاہت ہو۔ اس لئے یہ محال ہے۔ اول تو خدا کی ریاست کے سوا اور کوئی ریاست ہی نہیں۔ جہاں نکالا جائے۔ کیونکہ اگر ہو۔ تو خدا خدا ہی نہیں رہتا۔ دوم کسی کو اس وقت نکالا جاتا ہے جبکہ اپنے ملک میں اس کی اصلاح نہ ہو سکتی ہو۔ اگر خدا بھی کسی کو نکالدے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ بھی اس کی اصلاح کرنے سے عاجز ہے۔ (تنہا نہیں) اور اس طرح بھی وہ خدا نہیں رہتا۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ ایک ہی ہے۔ اور وہ ہر ایک کی اصلاح کی قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کی یہی شان بیان کی ہے کہ ہو الواحد القہار وہ واحد ہے۔ اور صورت واحد ہی نہیں۔ بلکہ زبردست اور طاقت رکھنے والا ہے۔ وہ ہر ایک کی اصلاح کر سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کی دلیل ہے اور جو آپ کہتے ہیں۔ وہ اس کے نقص اور کمزوری کا ثبوت[1] میں کہتا ہوں۔ کوئی کہے۔ کہ کیا خدا قادر ہے۔ کہ اپنے آپ کو مار دے۔ یا یہ کہ اپنے آپکو بیمار کر دے۔ نہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ خدا میں ان باتوں کی قدرت ہی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہ سب نقص کی باتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اس طرح کرنے سے اس کے کمال میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور قدرت نقص پر نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ کمال پر ہوتی ہے۔

آریہ صاحب۔ آپنے جو کچھ بیان کیا ہے۔ یہ میری دلیل کی تائید میں ہے۔ آپ کا تو یہ دعویٰ تھا۔ کہ کسی کام کی قدرت نہ رکھنا نقص ہے۔ اور نقص اس بات کی دلیل ہے کہ خدا محتاج الی الغیر ہے۔ اور محتاج الی الغیر خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو تقریر آپ نے کی ہے۔ اس سے تو میں یہ سمجھ رہا ہوں۔ کہ آپ آریہ سماج کی طرف[2] سے تقریر کر رہے ہیں۔ اب میں پھر اپنے سوال کو دوہراتا ہوں۔ کہ آپ کے نزدیک روحوں کا پیدا نہ کر سکنا خدا کا نقص ہے۔ اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں اس کا کسی کو اپنے ملک سے نکال سکنا نقص ہے۔ مگر باوجود اس نقص کے اس کی خدائی میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔

حافظ صاحب۔ آپ نے غالباً میری تقریر پر غور نہیں کیا (حافظ صاحب نے اپنی پہلی تقریر کو ہی دوبارہ اختصار کے ساتھ بیان کر دیا۔)

آریہ صاحب۔ آپ اپنی تقریر میں یہ بات لیتے ہیں۔ کیونکہ خدا اصلاح کر سکتا ہے۔ اس لئے اپنے ملک سے کسی کو نہیں نکالتا۔ لیکن اصلاح کرنا یا کر سکنا زیر بحث نہیں ہے زیر بحث تو یہ ہے۔ کہ خدا کا اگر روحوں کو نہ پیدا کر سکنا نقص ہے اور خدا خدا ہی نہیں رہتا۔ تو پھر اس کا یہ حکم نہ دے سکنا (باہر نکال نہ سکنا) بھی نقص ہوا۔ اس لئے اس طرح بھی خدا نہ رہا۔ میرے نزدیک ایک خدا کے کسی کام کو نہ کر سکنے سے اس میں نقص نہیں آتا۔ پس اگر اس نے روحوں کو پیدا نہیں کیا۔ تو اس میں کوئی نقص نہیں آگیا۔

حافظ صاحب۔ آپ میری بات کو ابھی تک[3] نہیں سمجھے میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ آپ کے نزدیک خدا میں روحوں کے پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن طاقت کا نہ ہونا نقص ہے اور ناقص خدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق آپ نے جو کسی کو نہ نکال سکنے کی بات پیش کی ہے۔ اس کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ چونکہ اس کے کرنے سے خدا میں نقص آتا ہے اس لئے وہ نہیں کرتا۔ اب اگر آپ یہ ثابت کر دیں۔ کہ خدا کا روحوں کو پیدا کرنا اس میں نقص لاتا ہے جس طرح میں نے ثابت کیا ہے۔ کہ کسی کو ملک سے نکالنا نقص ہے۔ تو میں آپ کی بات مان لونگا۔

آریہ صاحب۔ خیالی طور پر فرض کر لیا جائے۔ کہ کوئی اور بھی ملک ہے جو خدا کے حکم کے علاوہ ہے۔ اس صورت میں بھی خدا کی نسبت یہ خیال نہیں پیدا ہو سکتا۔ کہ وہ اپنے ملک سے کسی کو نکال سکتا ہے۔

حافظ صاحب۔ یہ آپ کا محض خیال ہی خیال ہے۔ نہ اصلیت ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ میں نے آپکو بتایا ہے۔ کہ اس طرح خدا کی قدرت کی نفی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ قادر ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا۔ تو ثابت ہوتا۔ کہ وہ خدا ہی نہیں ہے۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ ہم خیال تو کر سکتے ہیں۔ کہ اور بھی کوئی ریاست ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر اس طرح خیال کرنے لگیں۔ تو بیسیوں خدا خیال کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ خیالی پلاؤ فی الواقعہ کچھ نہیں ہو سکتے اصل بات یہی ہے۔ کہ ایک ہی خدا ہے۔ اسی کی سب جگہ حکومت ہے۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ خدا کسی کو ریاست سے نہیں نکال سکتا خود غلط ہے۔ اور جس بات پر آپنے اس کی بنیاد رکھی تھی

---

[1] دراصل مباحثہ صاحب اپنی کمزوری دلیل کو اچھی طرح محسوس کر گئے تھے۔ جیسا کہ ان کی زبان اور بشرہ سے ظاہر ہو رہا تھا۔ مگر عام حاضرین سے اپنی ندامت چھپانے کے لئے آپ ان الفاظ میں پناہ لینے لگے جیسا کہ آگے ظاہر ہو گا۔ ۱۲

[2] سمجھ تو گئے ہیں۔ مگر وہ حاضرین کے متعلق کوشش کر رہے ہیں کہ یہ نہ سمجھیں

وہ کٹ گئی ہے۔ میں آپکو پھر بتاتا ہوں کہ۔ روحوں کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کمال ہے۔ اور اگر اس بات پر قادر نہ ہو۔ تو اس میں نقص لازم آتا ہے۔ لیکن آپ جو بات پیش کرتے ہیں۔ اس کا کرنا کمال کی علامت نہیں بلکہ نقص کی ہے۔ اس لئے اس کے نہ کرنے سے خدا میں نقص نہیں آتا۔ بلکہ اس طرح بھی کمال ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ قدرت کی نفی نہیں۔ بلکہ نقص کی نفی ہے

آریہ صاحب۔ بات وہیں کی وہیں ہی۔ آپنے جو تقریر کی ہے اگر مجھے یہ پتہ نہ ہوتا کہ آپ مولوی صاحب ہیں۔ تو میں سمجھتا کہ لالہ ہنسراج صاحب بول رہے ہیں۔ کیونکہ آپنے جو کچھ بیان کیا ہے[۳]۔ ہوبہو وہی ہے۔ جو آریہ سماج مانتا ہے۔

حافظ صاحب۔ آپ سمجھ لیں۔ کہ میں آپ ہی کی طرف سے بول رہا ہوں پھر اختلاف بھی کوئی نہ رہا۔ اور جو تقریر میں نے کی وہی حق بات ہے وہی حاضرین کو ماننی چاہیے

آریہ صاحب۔ میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں۔ کہ آپ ہماری طرف سے بول رہے ہیں۔ میں نے ملک سے نکالنے کی مثال دی تھی۔ اس میں ادہر آ[۴] ادہر بھاگنا پڑتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات ہے۔ جس کو انسان کر سکتا ہے۔ اب میں ایسی مثال دیتا ہوں جو نہ انسان کر سکے۔ اور نہ خدا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ خدا کا کسی کام کی قدرت نہ رکھنا اس میں کمی اور احتیاج کو ثابت کرتا ہے۔ اور یہ نقص ہے۔ اور ناقص خدا نہیں ہو سکتا لیکن میں نے عرض کی ہے۔ کہ کسی کام کی طاقت حاصل نہ ہونا نقص کی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے مالک مکان اور مالک ریاست کی مثال دیکر بتایا ہے۔ چونکہ یہ کام انسان کر سکتا ہے اس لئے آپکو اعتراض کا موقعہ مل گیا۔ اب میں اس کی بجائے یہ بات پیش کرتا ہوں۔ کہ ایک لڑکا جو سنہ ۱۹۱۰ میں پیدا ہوا اور دوسرا جو سنہ ۱۹۱۶ میں پیدا ہوتا ہے ان دونوں کی ایک عمر خدا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی انسان کر سکتا ہے میرا دعویٰ ہے۔ کہ کسی کام کا نہ کر سکنا خدا میں نقص نہیں

اور میں اس دعوے پر قائم ہوں۔ لیکن چونکہ پہلی مثال میں وہ (اختلاف) پڑتا تھا۔ اس لئے میں نے دوسری مثال دی ہے۔ اب جو مثال میں نے پیش کی ہے اس کا کرنا خدا کے لئے محال ہے۔ ناممکن ہے۔ اور اگر سو خدا بھی اکٹھے ہو جائیں اور ان کی وہی صفات ہوں۔ جو آپ مانتے ہیں تو بھی وہ یہ نہیں کر سکتے ؛

حافظ صاحب۔ آپ بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تیرا دعویٰ ہے۔ کہ خدا وہ ہو سکتا ہے۔ جو ہر ایک کام کے کرنے کی طاقت رکھے۔ اور اگر اس میں کسی کام کے کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو وہ خدا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں میرا یہ دعویٰ نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ کوئی کام ایسا نہیں جو خدا نہیں کر سکتا مگر وہ کام طاقت اور قدرت کا ہو۔ نہ کہ کمزوری اور نقص کا۔ میں نے آپ کی پہلی مثال کے متعلق جس کو اب آپ واپس لے رہے ہیں۔ بتایا ہے کہ چونکہ اس کے کرنے سے خدا میں نقص لازم آتا ہے۔ اس لئے وہ نہیں کرتا۔ پس میں نے بتایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کام کو کر سکتا ہے بشرطیکہ اس سے اس کا کمال اور قدرت کا اظہار ہو۔ نہ اس کے نقص اور کمزوری کا۔ اب میں آپ کی دوسری مثال کو لیتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ اس کا کرنا بھی نقص ہے اور نہ کرنا کمال اور وہ اس طرح کہ سنہ ۱۹۱۰ میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ اور سنہ ۱۹۱۶ میں ہوگا۔ ان دو واقعات کا ایک کر دینا گویا واقعات کو بدلنا ہے۔ اور واقعات کا بدلنا جھوٹ ہے۔ کیونکہ سنہ ۱۹۱۰ اور سنہ ۱۹۱۶ کو ایک کہنا خلاف واقعہ ہے۔ اور جھوٹ بولنا ایک کمزوری اور نقص ہے اس لئے اس کو خدا کی طرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا

آریہ صاحب۔ میں سمجھا آپ تمہید بیان کر رہے ہیں۔ وہی بات ہوئی۔ کہ زمین گول ہے۔ آپ کی اور میری تقریر کے متعلق اگر کوئی منصف فیصلہ کرے۔ تو یہی کریگا۔ کہ آپ بھی وہی تقریر کر رہے ہیں۔ جو سب سے پہلے کی تھی۔ اور میں بھی[۵] وہی کر رہا ہوں . . . .

. . . .

لطف یہ ہے۔ کہ نئے دلائل پیدا کئے جائیں۔ تا کہ ہر ایک کو اور دلائل ڈھونڈنے پڑیں۔ اس دفعہ جو میں نے مثال پیش کی تھی۔ اس کے متعلق آپنے یہ پیش کر دیا ہے۔ اگر خدا ایسا کرے تو اس کی شان میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ جھوٹ ہے۔ لیکن میں نے تو یہ پوچھا تھا۔ کہ آیا خدا ایسا کر سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اب میں آپ کی یہ بات[۶] لیتا ہوں۔ کہ خدا ایسا فعل کرتا ہے جو اس کی عظمت کو ظاہر کرنیوالا ہو۔ اور ایسا نہیں کرتا جس سے نقص لازم آتا ہو۔ میری پہلی مثالوں کو تو آپنے ایک اور طرف لیجا کر ناقص قرار دیدیا ہے۔ اب میں ایک اور پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ آپ بتائیں۔ کہ کیا آپ کا خدا بتا سکتا ہے۔ کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۸ کو میں پرم کیا کام کرونگا۔ خدا میں یہ بتانے کی[۷] ہرگز طاقت نہیں ہے اگر ہے۔ تو پوچھکر بتائیے۔ پچھلی باتوں سے چونکہ کوئی نئی دلیل نہیں نکلی۔ اس لئے میں نے یہ بات پیش کی ہے ؛

حافظ صاحب۔ آپنے کہا ہے۔ کہ بحث میں کچھ لطف نہیں آرہا۔ کیونکہ بات وہیں کی وہیں ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ اصل بحث تو اس بات پر تھی۔ کہ روح خدا کی مخلوق ہے۔ یا نہیں۔ آپ کا دعویٰ تھا۔ کہ نہیں ہے۔ اور میرا دعویٰ یہ تھا۔ کہ ہے۔ میں نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں قرآن شریف سے مختصر سی دلیل دی تھی۔ اور بتایا تھا۔ کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اس لئے ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے۔ آپنے روحوں کے غیر مخلوق ہونے اور خدا کی قدرت کو محدود کرنے کے لئے چند مثالیں دیں۔ لیکن میں نے انکو رد کرکے بتا دیا۔ کہ ان کا نہ کرنا ہی خدا کی قدرت ہے کیونکہ وہ نقص ہیں۔ اور نقص خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ اب آپنے ایک اور بات پیش کر دی ہے۔ اس سے

عہ۳ آریہ سماج میں اس قسم کے کلمات مناظرہ و مباحث کی ہوشیاری کی دلیل ہونگے۔ احمدیت میں ایسا مناظر لاجواب ہو کر اور اپنی بات کی کمزوری محسوس کرکے پھر بھی ایسے الفاظ بولے نہایت ناپسند ہیں ؛

عہ۴ یعنی مباحث صاحب اپنی دلیل کی کمزوری اور اپنی ہزیمت تسلیم کرتے ہیں ؛

عہ۵ معزز ناظرین خوب سمجھتے ہونگے کہ مباحث صاحب ان الفاظ میں اپنی ہزیمت کا حال چھپانا چاہتے ہیں ؛

عہ۶ یعنی یہ وہ مری فتح ہے جو حافظ صاحب کی دوسری بات بھی ماننی پڑی حق آخر حق ہے ۱۲

عہ۷ مباحث جی بحث کرنے لگے تو ہم وہ یاد کریں تو خدا کے عالم الغیب ہونے کا ثبوت ان کو کئی بار دیا جا چکا ہے۔ جب انکو اس کا اقرار وہ ہر بار حج کے بیچے ہی کرتے بھی ہیں ؛

معلوم ہوتا ہے کہ میری بات وہیں کی وہیں قائم ہے۔ مگر آپنے جو دلائل دیئے۔ وہ کٹ گئے ہیں۔ میں سچائی پر تھا اس لئے جیسا کہ آپنے کہا ہے وہیں کا وہیں رہا آپ محصور ہو گئے اور نکلنے کے لئے کئی سوراخ نکالے مگر سب سوراخ بند کر دیئے جاتے رہے اور نہ نکل سکے۔ اب آپ اصل بحث کو چھوڑ کر دوسری طرف جا رہے ہیں۔ لیکن ایسا نہ کریں۔ بلکہ بتائیں۔ کہ خدا کا روح کو خلق کرنا نقص ہے۔ اس کے سوا اور طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح غلط مبحث ہوتا ہے۔

آریہ صاحب۔ میں کیا کروں آپنے میرے ذمہ یہ کام لگا دیا ہے۔ کہ میں ایسے کام پیش کرتا جاؤں۔ جو خدا نہیں کر سکتا۔ چونکہ پہلی مثالوں سے بات طے نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے اور پیش کر دی ہے۔ باقی رہا یہ کہ روحوں کا پیدا کرنا خدا کی شان کے منافی ہے۔ یا نہیں۔ اسکو میں کل اپنے لیکچر میں بیان کرونگا۔

(مہاشہ صاحب کو مجلس میں بار بار نادم ہوتا دیکھکر ان کے رفقاء نے انہیں اٹھانے کے لئے تدبیر کی اور ایک نے کہا چلئے لیکچر کا وقت ہے)

حافظ صاحب۔ اب چونکہ آپ جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں صرف اتنا ہی کہتا ہوں۔ کہ اب آپنے جو بات پیش کی ہے۔ وہ بحث قدرت کو علم کی طرف لیجاتی ہے۔ حالانکہ بحث خدا تعالیٰ کے افعال کے متعلق تھی۔ آپنے اصل بحث کو چھوڑ دیا ہے۔

آخر جب مکرر آریہ صاحبان نے مہاشہ صاحب کو جانے کے لئے کہا۔ اور انہوں نے بھی معذوری ظاہر کی۔ تو گفتگو ختم کر دی گئی۔ مہاشہ صاحب ہمارے حسن سلوک اور اخلاق حسنہ کی تعریف کرتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مگر مہاشہ صاحب نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ کیوں؟ وہ ثابت کر ہی نہیں سکتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ترقئے اسلام کے لئے کثرت سے دعائیں کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلکم یرشدون (۲۔ ۱۸۲)

جن جماعتوں کا کام تبلیغ ہوتا ہے۔ اور جو اپنے زمہ خدا تعالیٰ کا پیغام دنیا کو پہنچانا لیتی ہے۔ ان کے کام سے زیادہ مشکل کام دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا کسی بات کے متعلق ہر ایک انسان اپنے علم۔ طاقت۔ اور محنت سے کچھ نہ کچھ کام کر سکتا ہے۔ لیکن کسی کے دل سے خیالات کا نکالنا اور ان کی جگہ نئے خیالات کا داخل کرنا کسی انسانی طاقت وہمت کا کام نہیں ہے۔ ایک شخص جو طاقتور ہو اگر وہ اس کے زور سے اپنے آگے آنیوالے لوگوں کو ہٹا سکتا ہے۔ کیونکہ ان تک اس کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح ایک ڈاکٹر ایک مریض کا علاج کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے اس کے پاس سامان مہیا ہیں۔ بیماری کی علامتیں اس کو بتاتی ہیں۔ کہ یہ مریض فلاں عارضہ میں مبتلا ہے لیکن روحانی بیماریوں کی علامات کچھ ایسی باریک اور پوشیدہ ہوتی ہیں۔ کہ اگر ایک انسان کی تشخیص کے لئے ہی ساری عمر خرچ کیجائے۔ تب ممکن ہے کہ پتہ لگے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کا دل اور اس کے خیالات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور چونکہ خیالات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے جبتک ان کو معلوم نہ کیا جائے علاج نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ پوشیدہ خیالات کا معلوم کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔ اس لئے اصلاح کرنا بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان بہت سوچ سمجھکر کسی کے سامنے ایک بات اس لئے پیش کرتا ہے۔ کہ اس کو ہدایت ہو جائے۔ مگر بجائے اس کے کہ اس کو ہدایت ہو۔ وہ زیادہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور بجائے قریب ہونے کے دور ہو جاتا ہے۔ بجائے سمجھنے کے اس کی پہلی عقل بھی ماری جاتی ہے۔ بجائے ہدایت پانے کے ضلالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو تبلیغ کا کام سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اور وہی اس کو کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام کو لیکر کھڑی ہوئی ہو۔ اس کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائے۔ اور اس سے مدد چاہے۔ کیونکہ دل کے خیالات جاننے والا اور ہدایت کا راستہ دکھانے والا صرف وہی ہے۔ وہی مبلغ کی زبان میں اثر ڈالتا ہے۔ وہی مبلغ کو ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے جن سے سننے والوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اور وہی علاج بتاتا ہے جس سے روحانی مریض شفا پا سکتے ہیں میں نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بیسیوں آدمیوں سے سنا ہے۔ ہوں گے تو ہزاروں۔ مگر میں نے بیسیوں سے سنا ہے۔ کہ ہم جو اعتراض اور شکوک اپنے دل میں لیکر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کوئی اتفاقاً تقریر فرمائی۔ تو اس میں ہمارے سب اعتراضوں کے جواب آ گئے۔ اور ہمیں ہدایت نصیب ہو گئی۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اس سے جب کسی انسان کا تعلق ہوتا ہے۔ تو وہ خود اس کو ایسی باتیں بتا دیتا اور اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے جس سے لوگوں کے شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہدایت پا لیتے ہیں۔ پس چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے مبلغ جماعت کے لئے بہت ضروری امر ہے کہ وہ ہر وقت دعاؤں میں لگی رہے۔ ہماری جماعت کا کام اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا۔ اور اس کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے۔ بڑے بڑے لیکچرار کچھ کام نہیں کر سکتے۔ کیا عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموں اور دہریوں میں بڑے بڑے لیکچرار نہیں ہیں۔ ضرور ہیں اور وہ ایسی لمبی چوڑی باتیں کرتے ہیں۔ کہ ایک صاوق

انسان بھی حیران ہو جاتا ہے۔ کہ ان کا کیا جواب۔ لیکن کیا ان کے ذریعہ کسی کو ہدایت نصیب ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ ہدایت دینا خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے جب تک وہ کسی کو ہدایت نہ دے۔ کوئی اور سبیل نہیں ہو سکتی۔ . . . . . .

. . . .

اس لئے مبلغ کا یہ کام ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔ اور یہ نہ صرف مبلغ کا کام ہے۔ بلکہ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کا کام ہے۔ ہماری تمام جماعت تو تمام دنیا کے مقابلہ میں آٹے میں نمک اور دریا کے مقابلہ میں قطرہ بھی نہیں۔ لیکن اس قلیل جماعت کا تمام دنیا سے مقابلہ ہے اس صورت میں خیال تو کرو۔ کہ تمہیں کس قدر چستی کی ضرورت ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ غافل ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ کہ دنیا کی ہدایت کے لئے دعا مانگنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور یہ بات بھی بھول جاتے ہیں۔ کہ جو لوگ تبلیغ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ان کو کس قدر مشکلات کا سامنا ہے۔ اور کس قدر مدد کی ضرورت ہے۔ چندہ تو بہت لوگ دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ تبلیغ میں کتنے کوشش کرتے ہیں۔ روپیہ سے تبلیغ نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہوتی ہے اور اس فضل کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک احمدی خواہ مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا۔ چھوٹا ہو یا بڑا سب مل کر خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں اگر تمام مل کر یک دعا کریں۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا کو رد کر دے۔ خدا تعالیٰ تو بہت رحیم ہے۔ لیکن افسوس کہ بہت لوگ اس کی شان کو نہیں سمجھتے۔ دیکھو بچہ جب کسی تکلیف میں ماں باپ کو پکارتا ہے۔ تو ان کے دل میں رحم پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا تو انسان کے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ اس کے حضور جب پکارا جائے۔ تو وہ کیوں نہ رحم کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے انسان سے پیار کو ایک مثال سے بتایا ہے۔ ایک جنگ میں کچھ عورتیں قید ہو کر آئی تھیں۔ ان میں سے ایک کا بچہ اس سے جدا ہو گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گھبرائی ہوئی ادھر ادھر پھرتی تھی۔ اور جب کسی بچہ کو دیکھتی۔ تو اپنے بچہ کی یاد میں اسے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیتی۔ جب کو اپنا بچہ مل گیا۔ تو اسے چھاتی سے لگا کر آرام سے بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح اس عورت کو اپنے بچہ سے محبت ہے اور جب تک وہ اس کو مل نہیں گیا۔ آرام سے نہیں بیٹھ سکی۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھکر خدا تعالیٰ کو انسان سے محبت ہے جب کوئی انسان اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کو اس سے زیادہ درد ہوتا ہے جتنا کہ ماں کو اپنے بچہ کے کھوئے جانے سے ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اس کی طرف جھکے۔ تو اسے ماں باپ سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا انسان سے جب ایسا تعلق ہے۔ تو اس کا رحم اور شفقت بھی اسی نسبت سے ہو گی۔ پس جب ایک ماں بچہ کی پکار پر بیتاب ہو جاتی ہے تو خدا تعالےٰ کے حضور جب لاکھوں انسان دن رات پکارنے پہنچینگے۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی دعا کو رد کر دے ایک دن نہیں تو دوسرے دن دوسرے دن نہیں تو تیسرے دن تیسرے دن نہیں تو چوتھے دن کبھی تو قبول کریگا پھر ایک کی نہیں تو دوسرے کی دوسرے کی نہیں تو تیسرے کی تیسرے کی نہیں تو چوتھے کی کسی نہ کسی کی تو سنیگا اور قبول کریگا۔ پس خیال کرو۔ کہ جہاں لاکھوں انسان دعائیں کرنے والے ہوں۔ اور متواتر دن رات کرتے ہوں وہاں ضرور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول کرے پس ہماری جماعت کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ بہت توجہ سے دعاؤں میں لگ جائیں۔ اور جس طرح انسان کو اپنا نام یاد رہتا ہے۔ یا اپنے ماں باپ یاد رہتے ہیں اسی طرح وہ اس بات کے لئے بھی دعائیں کرنے کو یاد رکھیں۔ اور کسی وقت غافل نہ ہوں۔ ورنہ اتنے بڑے مقابلہ میں ہم کہاں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایک انسان کا سمجھانا ہی نہایت مشکل کام ہے چہ جائیکہ تمام دنیا کو سمجھایا جا سکے۔ ایک دفعہ یہاں ایک شخص آیا۔ عرب تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گفتگو کرتا رہا۔ آپنے بہت سمجھایا۔ مگر کچھ نہ سمجھا آخر آپنے فرمایا۔ یہ ضدی ہے اسے ہدایت نہیں ہو گی جب آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو الہام ہوا۔ کہ اس کے لئے دعا کرو ہدایت پا جائیگا۔ آپنے دعا کی۔ اور دوسرے دن وہی باتیں سنکر جو پہلے سن چکا تھا۔ اور جن سے اسے کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ اس کا شرح صدر ہو گیا۔ اور اس نے بیعت کر لی۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا۔ اور خوب تبلیغ کرتا رہا۔ اس کے خط بھی آتے تھے۔ تو دیکھو اس نے ہدایت پائی مگر اس طرح کہ جب خدا کی مدد آئی۔ پس جو کام دعا کرتی ہے وہ اور کوئی کوشش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جس قدر انسان کے قریب ہے۔ اتنا وہ خود بھی اپنے قریب نہیں ہے۔ چونکہ انسان کی ہدایت کے لئے وہی ہستی ہو سکتی ہے جو اس کے بہت ہی قریب ہو۔ اس لئے خدا ہی اسے ہدایت دے سکتا ہے۔ دیکھو ایک شخص ایک سیکنڈ میں کوئیں میں گرنے والا ہو۔ اگر کوئی ذرا دور سے اس کے بچانے کے لئے دوڑیگا۔ تو وہ گر جائیگا۔ اور اگر کوئی پاس ہی کھڑا ہو۔ تو وہ اسے بچا لیگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے۔ خدا تعالےٰ تو گرنے والے سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے اس لئے اسی سے عرض کرنی چاہئے۔ کہ آپ ہی ان گرنے والوں کو بچائے۔ وہ لوگ جو ضلالت میں گر کر ہلاک ہو رہے ہیں ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور عرض کریں۔ کیونکہ وہی انکو بچا سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ چونکہ اپنے بندوں کو انعام اور مدارج دینا چاہتا ہے۔ اس لئے ان کے ذریعہ کام کراتا ہے۔ ورنہ اصل میں کرتا وہ آپ ہی ہے۔ انسان کا اپنی محنت اور کوشش پر بھروسہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کیا ایک شخص تلوار لیکر کروڑ دو کروڑ کے لشکر میں چلا جائے۔ تو کوئی خیال کر سکتا ہے کہ وہ ان پر فتح پائیگا۔ ہرگز نہیں۔ حالانکہ تلوار کا مارنا آسان ہے۔ بہ نسبت عقاید کے بدلنے کے۔ پس جب انسان تلوار سے اتنے دشمنوں کو قتل نہیں کر سکتا تو اتنے لوگوں کے عقائد اور خیالات کو بدل دینا کہاں اس کی طاقت میں ہے۔ ہمارے جو مبلغ دیگر ممالک میں گئے ہوئے ہیں۔ ان کی مشکلات کا اندازہ بھی اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے سامنے اتنے بڑے ملک میں اتنے مذاہب کا مقابلہ ہے اور وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ اسلام بہت سی قربانیاں چاہتا ہے۔ ایک چھوٹے

مذہب کے پھیلانے میں بہت آسانی ہے. کیونکہ اس کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ پھر اس کے پیرووں کو لوگوں کے کھینچنے کے لئے کئی قسم کے سامان میسر ہیں. مگر ہمارے پاس تو وہ سامان بھی نہیں۔ اور نہ اسلام میں وہ آسانیاں ہیں جو ایک اور مذہب میں ہو سکتی ہیں ہمارے پاس تو صرف صداقت ہی ہے۔ لیکن جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہو۔ اس کو اس وقت تک یہ بھی نظر نہیں آتی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو نہ دکھائے۔ اس لئے اگر کوئی چیز کامیاب کر سکتی ہے. تو وہ دعا ہے۔ اور جب دعا قبول ہو جائے۔ تو پھر لاکھوں انسان خود ہدایت پا لیتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی تبلیغ کرتے تھے۔ مگر ان کی اصل تبلیغ دعا ہی تھی۔ میں یہ دیکھکر حیران ہو جاتا ہوں کہ چند سال میں کس طرح کروڑوں انسان مسلمان ہو گئے لیکن سوائے اس کے نہیں کہ دعاؤں کے ذریعہ ہوئے ورنہ اس وقت تو بہت ہی دقتیں تھیں. جب کوئی مسلمان ہوتا. تو اسے جان دینے کے لئے نکلنا پڑتا. زکوٰۃ کے علاوہ اور ٹیکس بھی ادا کرنے پڑتے۔ اپنی عادتیں چھوڑنی پڑتیں. خیالات بدلنے پڑتے۔ رشتہ داروں اور عزیزوں سے منہ موڑنا پڑتا. مگر باوجود اس کے ایک قلیل عرصہ میں کروڑوں انسان اسلام لے آئے۔ اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے. کہ صحابہ کرام نے دعائیں کیں. اور خدا تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی۔ ہماری جماعت کی ترقی کا باعث بھی دعائیں ہی ہو سکتی ہیں. جب تک دعاؤں پر ایسا زور نہ دیا جائیگا. کہ اپنی مجموعی اور انفرادی دعاؤں میں رات اور دن کی دعاؤں میں اسلام کے پھیلنے کے لئے دعائیں کی جائیں۔ اس وقت تک ترقی مشکل ہے اور جو ترقی کی اب رفتار ہے. اگر یہی رہی تو کئی لاکھ سال کی ضرورت ہے. مگر اتنی تو کسی قوم کی عمر بھی نہیں ہوتی۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ سلسلہ کے لئے تیرہ سو سال کے بعد جب ایک ایسے مصلح کی ضرورت پڑی جس نے ایک نئی قوم کی بنیاد ڈالی۔ تو اور کون سلسلہ ہو سکتا ہے. جو اتنے لمبے عرصہ تک چلا جائے میں اس بات کی ضرورت ہے. کہ اشاعت احمدیت کے لئے وہی طریق اختیار کیا جائے۔ جو پہلے لوگوں نے اختیار کیا تھا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیا نے دعائیں کیں. باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں جو اثر تھا. وہ اور کسی کی زبان میں نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ مگر آپ بھی دعاؤں میں ایسے مشغول ہوتے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین. شاید تو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیگا. پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں ایسے مشغول ہوتے. تو ہمارے لئے کتنی ضرورت ہے۔ ہماری جماعت کے کم لوگوں نے اس بات کو اپنے لئے فرض سمجھا ہے۔ اور جنہوں نے سمجھا ہے. انہوں نے کم سمجھا ہے۔ اس لئے میں سب لوگوں کو جگاتا ہوں اور ہوشیار کرتا ہوں. کہ اپنی سب دعاؤں سے مقدم اس دعا کو رکھو جب بھی کوئی دعا کرو. چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے. سوتے جاگتے یہ دعا ضرور کرو. تب کامیابی ہو سکتی ہے. ورنہ جو مشکلات ہیں. ان پر غالب آنا آسان کام نہیں۔ ایک طرف تو یہی ہمارے راستہ میں روک ہیں. ہمارے مبلغ جہاں جاتے ہیں. وہاں ہی ان کے دشمن پہنچکر ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے ہیں. دوسرے تمام دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے اس لئے کئی قسم کی تکلیفیں درپیش ہیں. کہیں جائدادیں چھینی جاتی ہیں. کہیں نکاح فسخ کرائے جاتے ہیں. کہیں لڑکوں کو سکولوں سے روکا جاتا ہے۔ اسی طرح کی اور بہت سی تکلیفیں ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے. کہ یہ لوگ کچھ عرصہ سو گئے تھے اور اب پھر جاگے ہیں۔ اس لئے سمجھ لو کہ ہمارے لئے کس قدر جاگنے کی ضرورت ہے. پس تمام جماعت کو چاہئے. کہ دعاؤں میں لگ جائے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور تائید آتی ہے. تو کوئی چیز مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی. کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ سیلاب آیا ہو. اور راستے کی گھاس پھونس نے روک لیا ہو. ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل تو سیلاب سے بھی بڑے زور کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے مقابلہ کی کسی کو کیا طاقت ہو سکتی ہے. پس اس نسخہ کو استعمال کرو. دعا خدا کے فضل کو کھینچتی ہے. اور خدا کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا.

خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو دعاؤں میں سست ہیں توفیق دے. تاکہ ہم سب ملکر دعائیں کریں۔ اور خدا تعالیٰ ہمارے مشکلات کو دور کر کے ہماری کوششوں کو موثر بنائے آمین ؛

خواجہ کی پالیسی

(۱) ایک دوست ڈیرہ غازیخان سے اطلاع دیتے ہیں. کہ خواجہ کمال الدین اس جگہ آیا تھا. اور ایک ایسی ہی بات کہہ گیا. جو یہاں کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے لوگوں کو اور بھی ان کے برے عقائد میں مدد دیگی۔ اس نے کہا کہ کہ ” اہلحدیث جب کسی کو سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی نیاز ہوئی تقسیم کرتے دیکھتے ہیں. تو بہت برا مناتے ہیں اور شرک کہتے ہیں حالانکہ یہ اچھی بات ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے وہ لوگ یہ چاہتے ہیں. کہ جیسے حضرت جیلانی رح خدا تک پہنچے تھے. ہم بھی پہنچ جاویں “ یہاں کے لوگ اس شرک میں بہت مبتلا ہیں. وہ قرض اٹھا اٹھا کر گیارھویں دیا کرتے ہیں۔ اب خواجہ کمال الدین کی بات ان کے اس مشرکانہ عقیدہ میں اور زیادہ ممد ہوتی ہے۔ (ممد ہوتی ہے۔ تو بلا سے پیغام انجمن میں چندہ تو دیا کریں گے)

ظل کے کیا معنے ہیں

پھر لکھتے ہیں. کہ خواجہ کمال الدین نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے. ایک یہاں اور ایک مرنے کے بعد. بعد کی جنت کے یہاں آثار کے اظلال ہونگے “ میں نے دل میں کہا. کہ خواجہ اگر ظل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی. (جیسے کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کہتے ہیں) تو پھر تو آنے والی جنت کے آثار بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے ؛

بخیال خواجہ مرزا صاحب کیوں ناقص نبی تھے

مدینگہ سے خدیم در الحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ایک صاحب سلسلہ کے نہایت قریب آگئے ہیں فیصلہ میں پڑے ہیں. خواجہ کمال الدین جب یہاں آیا تھا تو وہ انہیں کہہ گیا کہ مرزا صاحب ناقص نبی تھے. کیونکہ ان کی تمام پیشگوئیاں

رپورٹ جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ امرتسر

حضرت خلیفۃ ثانی کی خلافت حقہ کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی ہے۔ کہ جماعت میں پھر وہی روح وہی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تھی اور پھر اسی طرح احمدیوں کا گھر گھر چرچا ہے جس طرح کہ حضرت اقدس کے وقت میں تھا۔ ایک طرف مباحثات و مناظرات کا سلسلہ ہے۔ دوسری طرف تحریروں اور تقریروں کا۔ جماعت امرتسر نے بھی خواہش ظاہر کی کہ اس شہر میں مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے آنے پر شہر میں جو نئی تحریک ہوئی ہے اسے بار آور کرنے کے لئے سالانہ جلسہ انجمن احمدیہ کے موقعہ پر فضلاء سلسلہ احمدیہ کے لیکچر خاص اہتمام سے ہوں۔ انکی درخواست منظور ہوئی۔ اور ۱۷ مارچ کی صبح کو جناب حافظ روشن علی صاحب و جناب میر محمد اسحٰق صاحب دہلی سے امرتسر پہنچ گئے۔ اور اسی شام کو جناب مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری قادیان سے تشریف لے گئے۔ جن کے ساتھ یہ خاکسار بھی تھا۔ ریلوے سٹیشن امرتسر پر ہمیں اس وسیع مکان میں پہنچانے کے لئے جہاں احباب امرتسر نے مہمانوں کے قیام کا بندوبست کیا تھا۔ حافظ روشن علی صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب موجود تھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مکان پر پہنچ کر بعض احباب امرتسر سے ملاقات کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ سفر کی کوفت تھی۔ اس لئے ڈاکٹر عباد اللہ صاحب و مکرم نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ مولانا غلام رسول صاحب کی خدمت میں دوسری صبح کو حاضر ہو سکے۔ اور جلسہ گاہ میں نیاز حاصل کیا۔ رات کو ایک نابینا طالب علم کے متفرق سوالات کے جواب حافظ روشن علی صاحب نے دیئے۔ اور اسے ایک بجے رات تک خوب تبلیغ فرمائی یہ گفتگو نہایت مفید معلومات پر مبنی تھی۔ مگر اس کے اندراج کی گنجائش نہیں۔

۱۸ مارچ کی کاروائی

بابو کنہیا لعل صاحب وکیل کے منڈوہ میں جلسہ منعقد ہوا پریذیڈنٹ شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری تجویز ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید جناب حافظ صاحب نے فرمائی۔ (جلسہ کی ابتداء میں قرآن مجید کیکری رام خوش الحانی سے پڑھا پھر نظم بعد لیکچر کا شروع ہو

پریکٹیکل قرار پاگیا ہے۔ اچھی بات ہے۔ مگر اس کا التزام مجھے معلوم نہیں کس دلیل شرعی کی بناء پر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے)

پھر ماسٹری اللہ دین صاحب نے درثمین کی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ ۱۰ بجے حافظ صاحب کی تقریر شروع ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) اسلام کے لغوی معنے ہیں اپنے آپکو دوسرے کے امر کے ماتحت ایسا کر دینا کہ اپنا دخل کچھ نہ رہے۔ (۲) چونکہ ہمارا مذہب ہے کہ ہم اپنا چال و چلن اللہ کے اوامر و نواہی کے تحت رکھیں۔ اس لئے اس کی مرضی سے اطلاع پانے کی ضرورت ہے (۳) چونکہ کسی چیز کے حصول کے لئے علم اور نمونہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے مرضیات الٰہی کا علم کتاب اللہ اور رسول اللہ سے ہو سکتا ہے۔ ہماری کتاب قرآن مجید ہے۔ اور ہمارا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم (۴) میرے مضمون کے تین حصے ہیں۔ (ا) کتاب کامل و مکمل ہے (ب) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں (ج) احکام اسلام میں وصول الی اللہ کے طریق اور انکی فلاسفی (۵) قرآن مجید ایسی کتاب ہے کہ لاریب فیہ۔ اس کے الفاظ محفوظ۔ اسکی زبان محفوظ۔ دوسری کتب کے الفاظ غیر محفوظ اور زبانیں بھی اب نہیں بولی جاتیں۔ (ب) قرآن مجید ایمان بالغیب سے ایمان بالشہود کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔ اور غائب متقی بنانے میں تو یہ اور وہ ذکری للعلمین ہونے کے مقبولوں کو بھی اعلے درجہ پر پہنچاتا ہے۔ ومما رزقنٰھم کے عاملوں کو ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم کے مقام تک لے جاتا ہے۔ (ج) قرآن مجید کے لئے وانا لہ لحافظون کا ایک وعدہ ہے۔ لفظی حفاظت بذریعہ حفاظ اور معنوی بذریعہ مجددین۔

دوسرا حصہ۔ رسول ایسا بھیجا ہے کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔ آپ اپنے سے پہلے زمانے کے لئے بھی رحمت تھے کہ تمام رسل کی تصدیق کی۔ اور تعلیمات کو یکجائی طور پر پیش کیا۔ فیھا کتب قیمۃ۔ آپ کی نبوت اصلی ہے اور دوسرے انبیاء کی نبوتیں بطور ظل تھیں (ب) آپ اپنے زمانہ میں رحمت تھے۔ شرک چھڑایا۔ مکہ۔ شام۔ ایران۔ یمن جو مذاہب کے مشہور مرکز تھے ان پر اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت پہنچی تھی نہ فقط بلکہ تمام جہان میں ہدایت پھیلانے کا اہتمام ہوا۔ دیا۔ مابعد کے لئے بھی رحمت ہے۔ کیونکہ بغیر پیروی آنجناب کے کوئی واصل باللہ نہیں ہو سکتا۔ (۲) ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ نبی کریم کا کمال یہ ہے۔ کہ آپکا طالب سے مطلوب ہو جاتا ہے۔ (۳) نبی کریم سے پہلی کتب میں صرف دعاوی تھے۔ قرآن مجید میں دعاوی کے ساتھ دلائل بھی ہیں (۴) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

تیسرا حصہ احکام اسلام کے متعلق (ا) انسان انسان نہیں بن سکتا۔ جب تک چھ حالتوں سے گذر کر ساتویں کے قابل نہ ہو۔ اسی طرح مومن کے لئے چھ حالتوں سے گذرنا ضروری ہے کیونکہ دنیا بھی بمقابلہ آخری زندگی کے ایک رحم ہے۔ (۱) خشوع فی الصلوٰۃ (۲) اعراض عن اللغو (۳) للزکوٰۃ فاعلون (۴) خواہشات نفسانی چھوڑنا مال خرچ کرنے سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے حفظ فروج (۵) دوسروں کے حقوق کی رعایت و امانت (۶) جو اقرار نمازوں میں کرتا ہے۔ اسکی پابندی اپنے اعمال میں کرے۔ چھ حالتوں کے بعد جیسے بچہ مکمل ہو کر ایک نئی زندگی میں آتا۔ اور وارث بنتا ہے اسی طرح مومن ایک نئی زندگی پا کر ان انعامات کا وارث بنتا ہے جو انبیاء و اولیاء اور اقطاب پر نازل ہوتے ہیں۔

اگر مسلمان اب ان انعامات کے وارث نہیں ہوتے۔ تو انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اسکی کیا وجہ ہے؟

خاتمہ پر شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ آپ سامعان احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ تو اسلام کی حقیقت اس سے زیادہ منکشف ہوگی۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تقریر

۱۲ بجے مولانا سرور شاہ صاحب نے اپنی تقریر وفات مسیح پر شروع کی۔ مولانا نے بیان فرمایا:۔

(ا) مسئلہ حیات ایسا ہے کہ اسے کوئی دانشمند قبول کرنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ (ب) بشرط صحیح ہونے کے بھی کچھ توجہ کے قابل نہیں۔ مگر عیسائی مشنری اس کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ (ج) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ کیونکہ حیاتی کی فضیلت اس کے کا ہونا

سے ہے۔ جب مسیح کا چند سالوں میں وہ کام بتایا جاتا ہے۔ (تمام جہان کو مسلمان بنالینا) جو نبی کریمؐ اور آپ کے تمام متبعین اولیاء و مجددین کی مجموعی کوشش سے بھی ۱۳۰۰ سال میں نہیں ہو سکا تو خواہ مخواہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح افضل تھا۔ پھر آپ نے یہ بتایا کہ حیات مسیح کا خیال قرآن مجید کے موجود ہوتے مسلمانوں میں پیدا کیونکر ہوا۔

میرے خیال میں ینزل ابن مریم فیکم میں لفظ نزول سے یہ سارا دھوکا لگا ہے۔ حالانکہ نزول کے لئے آسمان سے اترنا اور زندہ بجسدہ العنصری ہونا لازمی بات نہیں۔ اسکی مثالیں انزلنا الحدید اور ان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم موجود ہیں۔ انبیاء کے لئے بعثنا موجود ہے تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی خاص مقام یا مکان سے انبیاء و رسل بھیجتا ہے۔

اسکے بعد آپ نے ان دلائل کا ذکر فرمایا۔ جو قائلین حیات مسیح قرآن مجید سے پیش کرتے ہیں۔

پہلی دلیل۔ وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ

ایک عامیانہ استدلال ہے کہ جب قتل و صلب نہیں ہوا تو وہ زندہ ہے۔ حالانکہ موت کے ذرائع اس سے علاوہ بھی ہیں۔ ایک عالمانہ استدلال۔ وہ بل کے متعلق بحث پر مبنی ہے۔ کہ بل کے پہلے اور پیچھے جو دو جملے ہوتے ہیں۔ انکی ایک جزو میں اتحاد اور دوسرے میں افتراق ہوتا ہے۔ ما قتلوہ کے دو جزو ہیں۔ ایک جزو قتل ایک جزو ہ روح و جسم دونو۔ اب بل کے بعد رفعہ اللہ الیہ آیا ہے۔ پہلی جزو بدل گئی۔ مگر دوسری نہیں بدل سکتی۔ پس رفع ہوا تو روح و جسم دونو کا۔ کیونکہ دوسری جزو میں اتحاد ضروری ہے

اس اعتراض کا الزامی جواب تو اس آیت میں ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم۔ یہاں بھی وہی صورت ہے۔ ایک جزو قتل ہے اور ایک ضمیر۔ بل کے بعد پہلی جزو کی تردید ہے کہ مردہ نہ سمجھو زندہ سمجھو۔ اور دوسری جزو ھم مقدر مبتدا ہے وہ جسم مع روح ہے۔ حالانکہ شہداء کے جسم تو اسی دنیا میں مدفون ہیں۔ معترض کی مثال وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ میں تو روح اور جسم دونو کا اٹھانا اگر مان لیا جائے تو بھی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ موت روح اور جسم کے افتراق کا نام ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ روح اور جسم کو الگ الگ اٹھالیا۔ مگر یہاں تو صاف احیاءٌ کا لفظ موجود ہے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ جیسے رفع جسمانی اسے نہیں کہتے جو روح چھوڑ دیں۔ اور صرف جسم اوپر چلے جائیں۔ ایسے ہی رفع روحانی کے یہ معنے ہیں کہ الٰہی قرب کا رتبہ دیا گیا۔ اور درجہ بڑھا دیا گیا۔ انبیاء و مقربان الٰہی ہوتے ہیں تو اس کے یہ معنے نہیں کہ جسم مقرب ہونے سے رہ جاتا ہے۔ اور صرف روح ہی اعلیٰ مرتبہ پاتی ہے۔ پس رفع روحانی ہی مراد ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف روح ہی مرفوع ہوئی۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع کا درجہ دوسرے انبیاء کی مانند پایا صلیب سے جیسا کہ مخالفین سمجھتے تھے۔ ملعون نہیں ہوئے۔

دوسری آیت۔ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ پیش کی جاتی ہے۔ اور اس کے یہ معنی کئے جاتے ہیں۔ ہر ایک اہل کتاب مسیح پا کی موت سے پہلے ایمان لائیگا

اس کا جواب سنو! قرآن مجید میں اختلاف نہیں اسمیں اللہ فرماتا ہے۔ واغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ پس ایسا وقت آہی نہیں سکتا کہ سب ایمان لے آئیں۔ (۲) وان من اور اس کے بعد الا میں عمومیت و شمولیت جمیع افراد پائی جاتی ہے۔ مگر خود مولوی صاحبان مانتے ہیں کہ ہزاروں اہل کتاب مرتے ہیں۔ اور وہ مسیح پر ایمان نہیں لاتے۔ پھر وقت نزول کی قید ساتھ ہی بڑھاتے ہیں۔ مگر یہ بھی بات نہیں بنتی۔ کیونکہ انہی کے مسلمات میں سے ہے۔ کہ مسیح کی آمد کے وقت دجال کے ساتھ کئی ہزار یہودی ہونگے اور وہ قتل ہوں گے۔

صحیح معنے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ ہیں۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جتنے دلائل کے ساتھ بیان کر دیا کہ مسیح قتل نہیں ہوا۔ اسپر سوال پیدا ہوتا تھا کہ اہل کتاب کیا کرینگے تو فرمایا۔ کہ وہ اپنے اغراض کے تحت (عیسائی کفارہ کے لئے اور یہودی اسے کاذب نبی کہنے کے واسطے ہی) ایمان رکھیں گے کہ مسیح صلیب پر قتل ہو گیا۔ قبل موتہ کی دوسری قرأت مشہورہ قبل موتہم ہے۔ پس معنے یہ ہوئے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے قتل بالصلیب پر ایمان لاتا رہے گا۔ اور اس کے خلاف حضرت عیسیٰ خدا کے حضور گواہی دینگے۔

تیسری آیت۔ وانہ لعلم للساعۃ پیش کرتے ہیں اور یوں معنی بناتے ہیں کہ نزول مسیح قرب قیامت کا نشان ہے حالانکہ نہ تو انہ کے معنے نزول مسیح کے ہیں نہ علم کے معنے نشان کے۔ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو نزول سے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر ہونا کیونکر ثابت ہوا۔

اس کے بعد آپ نے سورہ مائدہ کی آخری آیات کے معنے بیان کئے اور فرمایا کہ قال کے متعلق ہم اپنے مخالفین کو وسعت دیتے ہیں اسے ماضی سمجھیں یا مستقبل۔ دونو صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے پھر آپ نے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کے معنے سمجھاتے ہوئے اس بات پر خصوصیت سے زور دیا کہ ہمارا استدلال توفیتنی کی ماضی پر نہیں۔ جیسا کہ غلطی سے بعض مولویوں نے سمجھ لیا ہے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہاں عیسائیوں کی تثلیث پرستی کا ذکر ہے کہ وہ توفی کے بعد ہوئی ہے۔ پس جب تثلیث پرستی اب موجود ہے بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی موجود تھی تو اس آیت کی رو سے لامحالہ ماننا پڑیگا کہ توفی بھی ہو چکی ہے۔ کیونکہ تثلیث پرستی توفی کے بعد ہوئی ہے۔

پھر فرمایا کہ ہمارا دعوٰی ہے کہ توفی کا فاعل جب اللہ اور مفعول انسان ہو تو بجز قبض روح کے کوئی معنے نہیں ہوتے۔ پھر آپ نے بخاری کی حدیث اصیحابی اصیحابی اقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی پڑھ کر مسلمانوں کو غیرت دلائی۔ کہ یہی لفظ جب سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہوں تو اس کے معنے موت کے لو۔ اور جب مسیح کے لئے آئے تو اسی کے معنے بدل دئے جائیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مولانا کی تقریر باوجود عالمانہ ہونے کے نہایت عام فہم اور مؤثر تھی۔ ۱۲ بجے تقریر ختم ہوئی اور اسپر پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی

دوسرا اجلاس دو بجے شروع ہوا۔ میاں عبد العزیز صاحب لاہوری نے ایک نظم درد و رنجن سے سنائی پھر جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے اپنا مشہور و معروف لیکچر صداقت مسیح موعود پر مؤثر پیرایہ میں نہایت فصاحت اور عمدگی سے چار بجے ختم کیا۔ یہ لیکچر کسی آئندہ اشاعت میں چھپ جائیگا۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے کچھ زیادہ تھی۔ پہلے میں اس تعداد حاضرین کو کم سمجھتا تھا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ رات جو جلسہ ہماری مخالفت میں ہوا وہ امرتسر کے خیر دین کی مسجد میں کیا۔ اسمیں بھی تین چار سو کے درمیان حاضرین تھے۔

تو یہ شکایت نہ رہے کہ آدمی تھوڑے آئے ہیں۔

دوسرا روز

پہلا اجلاس حافظ روشن علی صاحب کی تقریر ختم نبوت پر ٹھیک ۸ بجے شروع ہوئی۔ حافظ صاحب نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) اللہ سے خبر حاصل کر کے مخلوق کو پہنچانا نبوت ہے جو کثرت سے ایسی خبریں پہنچائے وہ نبی کہلاتا ہے۔ نبی فعیل کے وزن اور مبالغہ سے ہے۔ (۲) تمام شرافت نفس نبوت کے ساتھ وابستہ ہو پھر نبوت کی مخالفت اور بے قدری بھی نبوت ہی کی۔ کی جاتی ہے انبیاء کا اعلان ما اسئلکم علیہ من اجر ہوتا ہے۔ مگر لوگ لئن لم تنتہ یلوط لتکونن من المرجومین کہتے ہیں۔ (۳) نبوت ایک رحمت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (ب) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم (ج) اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء۔ پھر اس کے حصول کے لئے دعا سکھائی۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ تو غیر ممکن ہے کہ خدا تم باوجود دعا کے خیر الامم سے اپنی رحمت کو بند کر دے۔ کیا خیر امت وہ ہو سکتی ہے۔ جو انعامات سے محروم ہو جائے۔ خدا کے کلام سے مشرف نہ ہونا تو ایک عذاب ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اولئک ما یاکلون فی بطونہم الا النار ولا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیہم۔ پس کیا یہ عذاب امت محمدیہ ہی کے لئے مخصوص تھا۔ اللہ بچھڑے کی معبودیت کے ابطال کے لئے تو یہ دلیل دے کہ الم یروا انہ لا یکلمہم۔ اور اپنے لئے کلام کرنا ضروری قرار دے۔ اور خدائی کا اقرار جزو ایمان بھی ہے نبوت تو ایک فضل ہے جیسے بارش کی قیامت تک ضرورت ہے اسی طرح اس فضل کی بارش کی بھی قیامت تک ضرورت ہے۔

لا نبی بعدی حق ہے۔ مگر مسلم کی حدیث عیسیٰ نبی اللہ بھی حق ہے اور یہ مذکورہ بالا باتیں بھی حق ہیں۔ پس ایسے معنے کرنے چاہئیں جن سے یہ اعتراض بھی نہ پڑیں۔ اور امت محمدیہ بھی خدا کے انعام سے محروم نہ قرار دی جائے۔

اس کے بعد آپ نے نہایت وضاحت سے ماکان محمد ابا احد من رجالکم کے معنے بیان کئے۔ اور بتایا کہ پہلے آپ کی ازواج کو امہات قرار دیکر اور وما کان لکم ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا فرما کر محرمات میں داخل کیا۔ اور اسطرح نبی کریم کی ابوت ثابت کی اب فرمایا۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم تو اس سے جو وہم ہوتا تھا۔ اس کا ازالہ ولکن رسول اللہ سے فرمایا یعنی روحانی ابوت بدستور قائم ہے پھر اس ابوت کی تفسیر خاتم النبیین میں فرمائی۔ کہ وہ صرف مومنوں کا باپ نہیں۔ بلکہ وہ تو نبیوں کا باپ ہے۔ خاتم النبیین کے معنے بعض علماء نے "نبیوں کا ختم کرنے والا" کئے ہیں۔ مگر کیا آخری ہونا کوئی فضیلت کی بات ہے۔ دنیا میں کئی سلطنتیں مٹیں تو کیا ان کا آخری بادشاہ سب سے افضل ماننا چاہئیے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد آخری مسجد ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ اب اس کے بعد کوئی مسجد نہیں۔ معنے اس کے وہ کرنے چاہئیں جو مقدم مؤخر کے خلاف نہ ہو۔ ماقبل تو میں بتا چکا ہوں کہ اگر ابوت جسمانی کے ساتھ ابوت روحانی کی بھی نفی ہو جائے تو آپ (نعوذ باللہ) ابتر ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد آپ کا نام سراجا منیرا آیا ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ آپ کے اضافہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے نبی آپ کی امت سے بھی ہو۔ کیونکہ روشنی دینے والا چراغ وہی ہے۔ جو دوسرا چراغ بھی اس سے روشن ہو۔

خاتم کے دو معنے ہیں۔ مہر کیا ہوا یا مہر کرنے والا۔ سو پہلے معنے بھی درست ہیں کہ سب انبیاء آپ ہی کی تصدیق کرنیوالے تھے۔ جیسا کہ فرمایا۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیۃ۔ دوسرے معنے بھی درست۔ کیونکہ انبیاء سابق میں سے بھی کسی نبی کی نبوت ہم جبھی مان سکتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ کی تصدیقی مہر اس پر ہو۔ جیسے قرآن مجید تمام کتب کی مصدق ہے۔ اور تمام کتب اپنے اندر لئے ہوئے ہے اسی طرح یہ نبی تمام نبیوں کا مصدق اور تمام انبیاء کے کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہے۔ موسیٰ اور عیسیٰ پر ہمارا اس لئے ایمان نہیں کہ ان کے پیرووں نے ہم پر انکی نبوت ثابت کر دی۔ بلکہ اس لئے ہم مانتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی نبوت کی تصدیق کی۔ پس آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور ان معنوں میں۔

باقی رہا یہ سوال کہ تیرہ سو برس کے اندر کوئی نبی نہیں آیا۔ اب کیوں آگیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ انعام ضرورت کے وقت ہی نازل ہوتا ہے۔ لا نبی بعدی قضیہ سالبہ کلیہ ہے جس کا نقیض موجبہ جزئیہ ہوتا ہے۔ پس جب عیسیٰ نبی اللہ کی حدیث صحیح ہمارے مخالفین کو بھی مسلم ہے تو اذا تعارضا کے ماتحت توفیق کی راہ نکالیں جو یہ ہے کہ ایسے نبی کی اس میں نفی نہیں جو شریعت لائے نہ براہ راست نبی ہو۔ یعنی آپ کا فیض یافتہ محمدی نبوت کی چادر اوڑھ کر آسکتا ہے۔

۹½ بجے یہ تقریر ختم ہوئی۔ حاضرین پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا۔ حالانکہ مضمون ان کے معتقدات کے خلاف تھا۔ مولانا سرور شاہ صاحب صدر جلسہ تھے۔ آپ نے مسئلہ بروز خوب وضاحت سے سمجھایا۔ کہ جیسے سورج دوسرے اجرام سے ممتاز ہے۔ اور اس کی روشنی خدا کا عطیہ اور ذاتی ہے اور وہ دوسرے اجرام کو روشن کرتا ہے۔ اور ان اجرام میں سے ایک جرم چاند بوجہ شفاف ہونے کے پورا پورا عکس سورج کا اپنے اندر لیتا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سراج منیر یعنی سورج ہیں۔ آپ کی نبوت کا پرتو بہت سے اولیاء و مجددین پر ان کی استعداد کے مطابق پڑا۔ مگر پورا پورا حصہ چودہویں صدی کے مسیح موعود نے لیا یہاں تک کہ محمدی نبوت آپ کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہو گئی۔ پس جیسے باوجود لاکھوں اجرام سماویہ کے بدر کامل ایک ہی ہے۔ اسی طرح امت محمدیہ میں باوجود ہزاروں اولیاء کے نبی ایک ہی ہوا۔

دوسری تقریر اس کے بعد ۱۰½ بجے مکرم میر محمد اسحٰق صاحب نے اپنا لیکچر مسیح موعود کی کامیابی پر شروع کیا۔ آپ نے پہلے آپ کی بعثت کا مقصد ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بتایا۔ اور پھر ایک لطیفہ بیان فرمایا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کرنیوالے کی بعثت نہ تو یورپ میں چاہئیے تھی جہاں صرف عیسائی ہی عیسائی ہیں۔ اور نہ عرب میں کہ جہاں صرف اسلام نہ چین میں بلکہ ہندوستان میں چاہئیے تھی کہ جہاں تمام ادیان کے قائم مقام موجود ہیں۔ پس ہند میں مبعوث ہونا بھی آپ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ پھر آپ نے جن دلائل سے برہمو سماج پر کامیابی حاصل کی وہ بیان کئے۔ اس کے بعد آریہ سماج پر جن دلائل سے فتح پائی۔ ان کا ذکر کیا۔ پھر

دلائل بتائے جن کے ذریعے عیسائی مذہب کی تردید کی پھر سکھوں پر اتمام حجت کا طریق جو تھا وہ دکھایا۔ میر صاحب یہاں تک فرما چکے تھے۔ اور مسلمانوں کے اندرونی اختلاف پر بیان کرنا باقی تھا جو وقت ہو گیا۔ اس لئے ۱۱ بجے پر تقریر ختم کردی۔ اس تقریر کو میں مضمون کے پیرائے میں لکھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے رپورٹ میں درج نہیں کیا۔ اس کے بعد فاضل مصری شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے انا نحن نزلنا القرآن وانا له لحافظون پر عربی تقریر فرمائی۔ جو بہت صاف اور موثر تھی۔ شیخ صاحب نے بتایا کہ نہایت ضعف کی حالت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی حفاظت لفظی و معنوی کی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید لفظاً بھی محفوظ ہے۔ اور معناً بھی بذریعہ مجددین محفوظ چلا آتا ہے۔ اس صدی کے سر پر مجدد اعظم آیا۔ جو نبی اللہ ہے یہ دلیل ہے قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر کہ جو کچھ فرمایا تھا خدا کے فضل نے اس پر صداقت کی مہر لگا دی۔ ۱۲ بجے اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

۲ بجے مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر تقریر شروع کی۔ آپ نے بتایا کہ حقیقۃ الوحی میں حضور اقدس نے اپنے ۳ لاکھ نشان فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک ہر پیشگوئی اپنے اندر ۳ لاکھ نشان رکھتی ہے۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک سیدنا محمود کے متعلق پیشگوئی ہے کہ آپ نے قبل از ولادت آپ کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا جو اشارہ تھا اس بات کا کہ وہ ایک جماعت کا امام ہوگا۔ پھر آپ کا نام فضل عمر رکھ کر یہ بھی بتا دیا کہ امامت حضرت عمر فاروق کی طرح خلافت ثانی کے قیام پر ملیگی (۲) آپ نے بڑے زور سے اعلان کیا کہ میں ثناء اللہ کے تمام علماء کے ساتھ بحث کرنے پر تیار ہوں۔ بشرطیکہ اس کا انتظام ہو (۳) پیشگوئیوں کی فلاسفی بیان کی۔ اور دکھایا کہ ان میں ایک پہلو مخفی کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ ایمان بالغیب جو ہدایت کے لئے ضروری ہے وہ نہیں رہتا۔ (ب) آیات الٰہی میں کچھ محکمات ہوتی ہیں کچھ متشابہات۔ پس مومن جو ہیں وہ متشابہات کو محکمات کے تابع کرتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب بعض اعتراض کرتے ہیں۔ تو صرف تین یا چار پیشگوئیوں پر۔ تو معلوم ہوا کہ بقیہ پیشگوئیاں ایسی محکم ہیں کہ ان پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ (ج) عذابی اصیب به من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء (د) یعفو عن کثیر سے ظاہر ہے کہ وعید کی پیشگوئی ٹل بھی جاتی ہے۔ (ہ) کلام الٰہی سمجھنے میں بعض اوقات نبی کو غلطی لگ جاتی ہے۔ جیسے کہ حضرت نوح نے اپنے بیٹے کو اہلک میں سمجھ لیا۔ (و) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض کی ہلاکت کے لئے دعا کی تو آیت نازل ہوئی۔ لیس لك من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون۔ پس بعض دشمنوں کو خدا تعالیٰ عذاب سے بچا لیتا ہے۔ (و) بعض نشان وفات نبی کے بعد پورے ہوتے ہیں۔ فاما نرینك بعض الذی نعدهم او نتوفینك۔ (ز) واذا بدلنا آیة مکان آیة۔ پس جب ایک نشان کی بجائے دوسرا نشان دیا جائے تو کہتے ہیں تو مفتری ہے (ح) یمحو الله ما یشاء ویثبت۔ پس بعض نشانوں کو اللہ تعالیٰ منسوخ بھی فرما دیتا ہے۔ (ط) اگر تمام پیشگوئیاں محکم ہی ہوتیں تو پھر اعتراض کی گنجائش تھی۔ کیونکہ کلام الٰہی میں ضرور ایک جزو متشابہات کی ہوتی ہے (ی) ربنا وآتنا ما وعدتنا کی دعا کیوں سکھائی۔ اور انك لا تخلف المیعاد کیوں فرمایا۔ جنگ بدر میں ان تهلك هذه العصابة فلن تعبد فی الارض ابداً کی دعا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمائی۔ اس پر غور کرو۔ لامحالہ ماننا پڑیگا کہ بعض وعدے بھی ٹل جاتے ہیں یہاں فاضل راجیکی نے یہ بھی ذکر کیا کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ وعدے ٹل جانے کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ فتوح الغیب میں ولم یعرف له بکل وعد اور فیجوز ان یعده الله بوعد ثم لا یظهر للعبد وفاء ذلك موجود ہے۔ اس کے متعلق آپ نے جو خط مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھ کر بھیجا تھا۔ اسے پڑھ کر سنایا۔ وھو ہذا۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب۔ بعد ما وجب واضح ہو کہ آپ نے کل ۱۱ مارچ ۱۹۱۶ء جمعہ کے روز منڈوہ سردار رتن سنگھ صاحب میں تقریر کرتے ہوئے حاضرین کے روبرو یہ کہا تھا کہ احمدیوں کا یہ دعوے غلط ہے کہ فتوح الغیب تصنیف سیدنا حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ و رضی عنہ و ارضاہ میں یہ لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندہ کے ساتھ وعدہ کرے۔ اور وفا نہ کرے۔ اور یہ کہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے عارف بندہ کے ساتھ جو وعدہ ہو پورا کرے۔

اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر کوئی احمدی ایسا حوالہ فتوح الغیب پیش کردے تو میں (مولوی ثناء اللہ) اسے مبلغ تین سو روپیہ دونگا۔ بجواب آپ کے اس دعویٰ کے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ رقم مذکورہ کسی ثالث کے پاس جمع کردیں۔ اور ہم کو اطلاع دیں اور نیز وقت اور مقام مقرر کریں جہاں آپ کو حوالہ مذکورہ بالا دکھایا جاوے۔ والسلام۔ ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ء

المرسل سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر"

اس کے بعد آپ چاہتے تھے کہ اصولی طور پر پیشگوئیوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس کے ذریعے بعض ان پیشگوئیوں کو صاف کریں۔ جن پر اعتراض کئے جاتے ہیں مگر تین بج گئے۔ اور اس وقت حسب وعدہ مکان خالی کر دینا ضروری تھا۔ اس لئے جلسہ برخاست ہوا۔

متفرق امور

جلسہ میں عام طور پر سامعین تین سو اور چار سو کے درمیان رہے۔ امرتسر کے مولویوں نے ہمارے خلاف خوب زور لگایا۔ تقریریں کیں مگر ہمارے کسی لیکچر کے متعلق کوئی علمی تردید نہ کرسکے جس کا اثر ہمارے لئے بہت اچھا ہوا۔ اور بعض غیر احمدی یہ کہتے سنے گئے کہ گالیاں دیتے ہیں جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ مرزائی مولوی بڑی معقولیت سے باستشہاد آیات قرآنی تقریریں کرتے ہیں۔ سات مولویوں نے ہمیں مباحثہ کے چیلنج دئے۔ ایک چیلنج کی نقل ملاحظہ ہو تا آپ اندازہ لگا سکیں کہ علماء کس تہذیب کے مالک ہیں۔ اور خاندان غزنویہ تعلیم کتاب و سنت سے کس طرح نابلد ہو رہا ہے کہ اس کا نمائندہ ایک تحریر بھی تہذیب سے نہیں لکھ سکتا۔

"از عبدالودود و اسحاق العلوی الغزنوی سکرٹری انجمن اہلحدیث امرتسر

السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد۔ واضح ہو کہ ہم نے تمہارا اشتہار در بارہ سالانہ جلسہ احمدیہ مورخہ ۱۴ و ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء دیکھا۔ چونکہ اس میں خلاف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اشاعت کا اعلان ہے۔ اس لئے تم کو مطلع کیا جاتا

ہے۔ کہ جب تک میرے ساتھ مندرجہ ذیل صداقت مرزا کادیانی و مرزا کادیانی کی پیشگوئیوں و مرزا کادیانی کی کامیابی میں فیصلہ نہ کرلو۔ تب تک اشاعت نہ کرو۔ ورنہ بر سر اجلاس عام مشہور مذکورہ میں مرزائیوں کا کھلم کھلا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رد کیا جاویگا۔ فقط۔ جواب بواپسی ڈاک کرو۔ جواب کا منتظر۔ دستخط عبدالودود عفی عنہ۔ ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء" کا جواب ایک اشتہار کی صورت میں شائع کیا گیا۔ وہو ہذا۔

مُباحثہ کا چیلنج منظور

انجمن لقمہ یہ امرتسر کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہمارے چند علماء قادیان سے تشریف لائے ہیں۔ وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود کے متعلق ان کے لیکچروں کا اعلان سنکر بعض غیر احمدی مولوی صاحبان نے مناظرہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ مولوی صاحبان میں تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو۔ ہمارے علماء ہر طرح سے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے پر تیار ہیں۔ ہم ان سب چیلنجوں کو منظور کرتے ہیں۔ لیکن مسائل متنازعہ فیہا کے فیصلہ کے لئے ایسی تدبیر ہونی چاہیئے کہ یہ معاملہ نہایت امن و سکون کے ساتھ طے ہو۔ سو اس کے لئے سب سے اول تو یہ ضروری ہے کہ تمام غیر احمدی صاحبان اپنی طرف سے ایک مناظر مقرر فرمائیں کیونکہ ہر ایک کے ساتھ فرداً فرداً بحث دشوار ہے۔ اور تضیع اوقات ہے۔ دوم۔ امن کا انتظام کیا جائے۔ اور اس کی گورنمنٹ سے باقاعدہ اجازت حاصل کی جائے۔ اور چونکہ غیر احمدی تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے امن کی ذمہ داری انہی کے سر پر ہے۔ سوم۔ مکان سونے کا انتظام ہو۔ چہارم۔ شرائط مباحثہ تاریخ مقرر کرنے سے پہلے طے ہو جائیں۔ سو اس کے لئے (۱) مولوی ثناء اللہ صاحب (۲) ابو الحسن غلام مصطفےٰ صاحب۔ (۳) سید خیر شاہ صاحب حنفی مجددی (۴) مولوی محمد حسن صاحب مدرس نعمانیہ (۵) مولوی محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ تقویۃ الاسلام (۶) مولوی عبدالودود صاحب مسجد غزنویاں اور دیگر مدعیان علم جو مباحثہ کرنا چاہتے ہوں۔ پہلے آپس میں اتفاق کر کے دو تین اشخاص مقرر فرمادیں۔ جو ہمارے ساتھ آمنے سامنے زبانی یا تحریری شرائط طے کرلیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تاریخ مقرر ہو جائیگی اور اس پر ہمارے علماء یہاں آجائینگے۔ اور بحث ہو جائیگی۔

ہم تمام ان لوگوں کی خدمت میں جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اور سچے دل سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود قادیان کے بارے میں تحقیق کی تڑپ رکھتے ہیں بڑے زور سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مہربانی فرما کر اس معاملہ کی طرف پوری توجہ دیں۔ اور اپنے علماء کو مناظرہ کے لئے آمادہ کریں اور جب انہیں سے بعض نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ تو اس پر قائم رہیں۔ اور اب پیچھے نہ ہٹیں۔ بحث ان باتوں میں ہونی چاہیئے۔ اور ایسے طریق پر جو بہت مختصر اور جلد فیصلہ کرنیوالی ہو۔ کوئی پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہے۔ کوئی کامیابی کو لیتا ہے۔ سوال اسوقت یہ ہے۔ کہ تمام مدعیان اسلام آخری زمانے میں مسیح کے نزول کے قائل ہیں۔ سو یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ کہ آیا پہلا مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے۔ اور واقعی زندہ ہے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں یا ان کی کامیابی پر بحث کرنا ہی فضول بات ہوگی۔ ہاں اگر مسیح ابن مریم کی حیات و ممات کے متعلق پہلے قطعی فیصلہ ہو جائے۔ تو پھر اس شخص کے منصب کے بارے میں بحث ہوگی۔ جو پہلے مسیح کے قائم مقام ہونے کا مدعی ہے۔[1]

پس بحث دو ہی ہیں۔ وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود نبی اللہ ہونا۔ ان ہر دو امور پر مباحثہ ہوگا۔ غیر احمدی حیات مسیح کے مدعی ہیں۔ ان کا قائم مقام اس کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے دے۔ ہم وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں اس کا ثبوت ہم دینگے۔ مخالف رد کریں۔ پھر جواب الجواب مدعی کا ہوگا۔ بحث تحریری ہو۔ اور مضمون لکھ کر سنا دیا جائے یا تقریری ہو۔ اور مسلمہ ہوشیار کاتب لکھتے جائیں۔ اور فریقین کے دستخطوں سے اپنی اپنی تقریرین فریق مخالف کے حوالہ ہوں۔ آخر میں ہم ایک دفعہ پھر غیر احمدی پبلک کو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کے مولوی صاحبان کا چیلنج ہم کو منظور ہے! منظور ہے!! منظور ہے!!! شرائط متعلقہ بحث علماء کے مسلمہ قائم مقام کے ذریعہ طے کر کے تاریخ مقرر کر لیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

المشـــــتھر

سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر - ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء

[1] اگر آپ وفات مسیح کے متعلق گفتگو کرنا نہیں چاہتے تو یہ مطبوعہ اعلان کر دیں کہ ہم مسیح ابن مریم کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں پھر ہم صرف صداقت دعوے پر ہی بحث کرینگے۔

احمدی احباب سوا دو سو کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ قادیان جہلم۔ محلانوالہ۔ آٹھوال۔ ڈڈالہ باگر۔ بھینی۔ شرقپور۔ لاہور چھاونی۔ کوٹ رادھا کشن۔ مبھیڈیار۔ موگا۔ دھرمکوٹ بگہ۔ جنڈیال۔ اجنالہ۔ مختلف مقامات کے دوست تھے۔ مکان رہائش میں ضروریات وضو پانی وغیرہ مہیا تھیں۔ سب کو آرام تھا۔ غذا کا انتظام عام رائے کے مطابق بہت اچھا تھا۔ میں برادر محمد اسمٰعیل صاحب مستری اللہ بخش و برادر رحیم بخش صاحب سوداگر چرم موگا کی برادرانہ امداد کا مشکور ہوں۔ مکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اور دیگر احباب جنہیں سے تین کے نام مجھے معلوم ہیں۔ محمد ابراہیم۔ غلام نبی۔ غلام حسین مہمانوں کی خدمت کے لئے اکثر موجود رہے۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب جلسہ گاہ کے دروازے پر قریباً تمام وقت استادہ رہتے تھے تاکہ لوگوں کو ریسیو کر سکیں۔ میں اپنے متعلق مستری اللہ بخش صاحب برادر محمد اسمٰعیل صاحب۔ برادر رحیم بخش صاحب موگا کی برادرانہ نوازش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جلسہ میں حکیم نور محمد صاحب نے ظہیر کے متعلق اور پیغامیوں کے عقائد نبوت کے ٹریکٹ تقسیم کئے۔ چونکہ ہم نے ۴ بجے کی گاڑی پر آنا تھا اس لئے ہمیں ۸ بجے احباب امرتسر نے رخصت فرمایا اور ۱۲ بجے بٹالے پہنچے۔ منشی عبدالکریم ایجنٹ چرخیاں آنے جانے والے احمدیوں کی بہت خدمت کرتے ہیں۔ خدا انکو جزائے خیر دے۔

جلسہ ملتان

جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر جناب حکیم خلیل احمد صاحب۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ سید عبداللطیف صاحب مبلغ کی تقریریں ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - مارچ ۱۹۱۶ء کو ہوئیں

(مفصل آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

رپورٹ ڈیرہ غازیخان

ڈیرہ غازیخان میں بہت کامیاب جلسہ ہوا۔ پہلے روز حضرت مفتی صاحب نے اسلام اور اس کی صداقت پر پرزور اور نہایت لطیف تقریر کی۔ اس کی شب کو حکیم خلیل احمد صاحب نے وفات مسیح پر تقریر کی جس کے بعد اعتراضات کی عام اجازت دی گئی۔ ایک طالبعلم نے وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ۔ آیت پیش کی جس پر اس کی خوب تسلی کی گئی۔ جبرہ ۱۸ مارچ کی صبح کو حکیم خلیل احمد صاحب نے آریہ مذہب کی حقیقت پر تقریر کی۔ حاضرین پر ایک وجد کا عالم طاری تھا۔ ایک آریہ نے چند اعتراض کئے جن کا جواب دیا گیا۔ اور آخر وقت کے جلسہ میں قاضی عبداللطیف صاحب نے صداقت مسیح موعود پر بہت عمدہ تقریر کی جس میں بتایا کہ جو معیار کسی دوسرے نبی کی صداقت کے لئے قرآن مجید میں ہیں وہی اس زمانہ کے مدعی نبوت پر صادق آتے ہیں۔ بعد رات کے جلسہ میں حضرت مفتی صاحب کی تقریر خاتم النبیین پر ہوئی یہ تقریر بہت مقبول ہوئی کثرت کے ساتھ لوگ جمع ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہونا پر زور دلائل سے ثابت کیا۔ پیامی لوگ بھی موجود تھے ۱۹ کو حکیم قاضی عبداللطیف صاحب نے شیعہ مذہب کی تردید میں تقریر کی جس کے آخر میں حکیم خلیل احمد نے خدا تعالیٰ کے قول کے ساتھ خدا کا فعل پیش کر کے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا ثبوت دیا اور کہا کہ حضرت علیؓ کا بیعت کرلینا شیعوں پر حجت ہے اگر خاموش رہے تو یہ ان کی شجاعت پر حرف ہے اس کے قبل ایک غیر احمدی نے کچھ سوالات پیش کئے جس کا جواب حضرت مفتی صاحب نے نہایت معقول دیا۔ مگر افسوس اس جگہ جلسہ میں اگر کوئی شور ڈالنے والا تھا تو وہ چار پیامی تھے غیر احمدیوں کو اعتراض سکھا دیتے تھے تاکہ وہ اعتراض کریں۔ بلکہ میں نے دیکھا۔ کھلے کھلے جلسہ میں اس غیر احمدی معترض کی پشت پناہی ان پیامیوں نے کی۔ آجکل مرزم عیسی صاحب بھی یہیں ہے۔ آج صبح کے وقت ماجزے کے ساتھ تھوڑی دیر تک گفتگو بھی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بہت کامیاب ہوا۔ اگر اس کامیابی کا کسی کو صدمہ ہوا ہے تو چند پیامی ہیں آج آخری جلسہ ہے۔ دوسرے وقت کے اجلاس میں حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر آخری ہو گی انشاء اللہ۔ اور شب کے وقت حضرت مفتی صاحب کی آخری تقریر ہو گی۔

حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کی برکت سے جلسہ امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی۔

جلسہ نگہ کی رپورٹ

ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۸ مارچ کی صبح کو پادری غلام مسیح کا لیکچر بعنوان "انجیل کے متعلق بیرونی شہادتیں" تھا۔ لیکچرار نے دوران تقریر میں بیان کیا۔ کہ انجیل کی اشاعت سب کتب سے زیادہ ہے۔ اس لئے انجیل کو سب کتابوں پر فضیلت زیادہ ہے۔ اس لئے صرف انجیل ہی ایک کتاب ہو سکتی ہے جو تمام جہان کے لئے ہو۔

اس پر ہماری طرف سے شیخ عبدالحق صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے اس امر کو کما حقہ آشکارا کیا۔ کہ انجیل تمام جہان کے لئے کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ اس کا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے ہوں۔ ہم پادری صاحب کی بات کس طرح مانیں۔ اور یہ کہنا کہ انجیل ۲۷۸ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اور اس کی تعداد طبع کروڑہا جلد ہے۔ یہ فضیلت کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ دلیل وہ ہوتی ہے جو ہر ایک زمانے میں قائم رہے۔ لیکن انجیل کی نسبت یہ دلیل صرف آج سے چند سال پہلے بنائی گئی ہے کیونکہ ابتداء میں انجیل صرف ایک زبان میں تھی۔ اور تعداد طبع بھی بہت کم تھی تو کیا اس وقت انجیل سچی نہ تھی۔ اور اگر تھی۔ تو پھر یہ دلیل غلط ہے۔ کوئی اور دلیل ہو گی۔ دوم اگر کوئی متمول کوئی ناول یا ایک لچر اشتہار جس میں تمام اقسام کے عیوب اور نقائص اور نقیض۔ متضاد امور ہوں کروڑہا جلدوں میں شائع کر دے اور تمام زبانوں میں اس کا ترجمہ کر دے۔ تو کیا پھر ایسے اشتہار کو انجیل پر فضیلت ہو گی۔ ان باتوں کا پادری صاحب کچھ جواب نہ دے سکے۔ حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

۱۸ مارچ کی شام کو بعد بعنوان "تحریف انجیل از قرآن" لیکچر تھا۔ لیکچر کے بعد شیخ عبدالحق صاحب نے بوضاحت اس بات کو بیان کیا۔ کہ انجیل اپنے محرف مبدل ہونے کی خود گواہ ہے۔ انہوں نے حوض والی آیت کا حوالہ دیا جس حوض میں کہ لوگ نہا کر تندرست ہو جایا کرتے تھے۔ اور کہا کہ عجب ہے میرے آقا حضرت مسیح موعود نے انجیل کی اس آیت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ آیت نئی انجیل میں نظر نہیں آتی۔ انہوں نے اس آیت سے نہ صرف انجیل کے محرف و مبدل ہونے کا ذکر کیا۔ بلکہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ کہ انہوں نے اس آیت پر ایسے گرفت کی۔ الحمد للہ کہ حاضرین پر اچھا اثر ہوا

۱۹۔ تاریخ کو پادری غلام مسیح کا لیکچر بعنوان "فضیلت مسیح از روئے انجیل و قرآن شریف" شروع ہوا۔ لیکچر کے خاتمہ پر اعتراضات کے لئے موقعہ دیا گیا۔ شیخ عبدالحق صاحب نے از روئے انجیل ہی اس بات کو ثابت کیا۔ کہ مسیح کو دوسرے انبیاء پر کوئی خاص فضیلت حاصل نہیں۔ چنانچہ حاضرین پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

۲۲۔ تاریخ کو نوان شہر میں آریہ سماج والوں سے مباحثہ ہے۔ آریہ سماج نے گروکل سے کسی مناظر کو بلایا ہے۔

۱۹۔ تاریخ کو عیسائیوں کے جلسہ ہونے سے پہلے حافظ جمال احمد صاحب نے قرآن شریف سے یہ بتلایا کہ حضرت مسیح کو دیگر انبیاء کی نسبت کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ پادری غلام مسیح نے اپنے لیکچر میں یہ زور دیا تھا کہ از روئے قرآن مسیح کو فضیلت ہے۔ مگر حافظ صاحب نے قرآن شریف سے نہایت ہی واضح طور سے یہ بتلایا کہ قرآن شریف کی رو سے مسیح کو کچھ فضیلت دیگر انبیاء سے نہیں ہے۔ حافظ صاحب کے اس لیکچر کو لوگوں نے نہایت پسند کیا۔

آج ۱۹ تاریخ کی شام کو پادری صاحبان کی طرف سے لیکچر تھا "مسیح کا مصلوب ہونا اور پھر زندہ ہونا"۔ پہلے ایک گھنٹہ پادری صاحبان نے بیان کیا اس کے بعد ہمیں وقت دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیخ عبدالحق صاحب نے اس مضمون ...... مسیح نہ مرنے اور جی اٹھنے کی تردید کی۔ کہ بعد تمام مخالف ہندو بھی مان گئے۔ ہندو پریذیڈنٹ نے یہ کہا کہ سچ ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ ہندوؤں نے بہت ساد دی۔ خدا کے فضل سے پبلک پر اس کا نہایت ہی عمدہ اثر ہوا اور تمام حاضرین پکار اٹھے کہ میاں احمدی لے گئے۔ بعد رات کو حافظ جمال احمد صاحب کا مردوں و عدم تقلیں میں مؤثر وعظ

باغیان خلافت کہاں سے کہاں جارہے ہیں

ڈیرہ غازیخان میں احمدی برادران کا جلسہ ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی صداقت پر جب پرزور تقریریں ہوتی ہیں۔ اور ہر تقریر کے بعد اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس پر کسی صاحب کو اعتراض ہو تو وہ اپنا سوال پیش کرے۔ تو غیر مبائعین چیلنج پر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ہم جواب دیتے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہیں۔ کس قدر روحانی تنزل ان لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ کہ صداقت مسیح موعود کا رد کرنے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے مقابلہ میں غیر احمدیوں کا پاٹ لیتے ہیں۔ غیر احمدیوں کو کہتے ہیں۔ کہ اپنی جگہ ہم کو کھڑا کرو۔ اور غیر احمدیوں کو سکھلا پڑھا کر ہمارے مقابلہ میں کھڑا کرتے ہیں۔ چنانچہ مفتی صاحب کی تقریر ختم نبوت کے جواب کے واسطے ایک غیر احمدی کو کھڑا کیا۔ اور انا دادا ہام اس کو نشان کر کے دیا کہ یہ پڑھو۔ مگر خدا کی حکمت دیکھو۔ کہ اس نے جب نشان کردہ عبارت جو نواب صدیق حسن کی کتاب حجج الکرامہ کی نقل ہے پڑھی تو اس میں خود مسیح کے واسطے نبی کا لفظ پڑھا جس پر حاضرین بے اختیار ہنس پڑے۔ کہ یہ عجب معترض ہے جو خود ہی بیکار کی تائید کر رہا ہے۔ ڈیرہ کے ایک مشہور مولوی کے پاس لوگ گئے۔ کہ احمدی مرزا صاحب کو نبی ثابت کرتے ہیں۔ آپ ان کا رد کریں۔ انہوں نے جواب میں کیا خوب کہا۔ کہ اگر مرزا صاحب مسیح ہیں۔ تو پھر نبی بھی ہیں۔ اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ افسوس ہے کہ جس مسئلہ کو غیر احمدی سمجھ رہے ہیں۔ اس کو بھی غیر مبائعین باوجود احمدی کہلانے کے نہیں سمجھ سکے۔

مجدد کون ہے؟

ایک پیر مرد معزز شخص غلام حسین خان صاحب نے مفتی صاحب سے کچھ گفتگو کی مفتی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا اس صدی کا مجدد آنحضرت کی پیشگوئی کے مطابق کون ہے۔ تو کہنے لگے۔ مرزا صاحب ہی مجدد ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ مگر نبی کیسے ہوئے۔ مفتی صاحب نے کہا۔ کیا مجدد جھوٹ بولتا ہے۔ جب وہ مجدد ہیں۔ تو جو وہ کہتے ہیں۔ سب سچ ہے۔ اس پر گھبرائے اور کہنے لگے کہ اچھا اخبار میں نہ چھاپ دینا۔ کہ میں مجدد مانتا ہوں۔

راست گو کو جواب

ڈیرہ غازیخان میں جلسہ کے دن مخالفین کو تقریر کے وقت ایک رقعہ دیا گیا جس میں لکھا تھا کہ جہاد تو منسوخ ہے۔ پھر قادیان میں ایک محمد نے مریم عیسیٰ پر ڈنڈے سے کیوں حملہ کیا۔ تقریر کے بعد اس پرچہ کے جواب کیواسطے پریذیڈنٹ جلسہ نے راست گو کو مخاطب کرنا چاہا۔ مگر کوئی شخص سامنے نہ ہوا۔ اس واسطے اس پرچہ کا جواب اب اخبار میں چھپایا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے:

راست گو صاحب اپنے دعویٰ کے متعلق مریم عیسیٰ کی اپنی تحریر۔ اور کوئی عینی شہادت پیش فرماویں۔ کہ ان کو کب اور کس جگہ ڈنڈے پڑے تھے۔ اور کیا بات مریم عیسیٰ کے منہ سے نکلی تھی جس پر ڈنڈے کا نزول ہوا۔ پھر انشاء اللہ اس کی وجہ بھی قرآن و حدیث سے بتلائی جائے گی۔

سردست راست گو صاحب کی آسانیٔ فہم کے واسطے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی سترہ اٹھارہ سال کی بات ہے۔ لاہور میں منشی تاج الدین صاحب احمدی کے مکان پر مولوی محمد علی صاحب کے سامنے ایک لاہوری مسلمان نے حضرت مسیح موعود کے حق میں کچھ گستاخی کا کلمہ بولا تو مولوی صاحب موصوف نے اس پر لکڑی یا چھتری سے جو اس وقت ان کے ہاتھ میں تھی حملہ کیا تھا۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں جس آیت و حدیث سے مریم عیسیٰ صاحب کے امیر کی یہ غیضانہ حکمت جائز تھی اس کا حوالہ وہ ان سے دریافت کریں۔ پھر آپ کو یہ سمجھنا آسان ہو جائیگا۔ کہ برادر عزیز نیک محمد نے اگر کچھ کیا ہو تو ممکن ہے کہ وہ اس کے اسم بامسمیٰ ہونے کا ہی ثبوت ہو۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ مریم عیسیٰ پر ڈنڈے کا نزول ہوا نہ لگنے کی چوٹ کا۔ و لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

راقم بھی راست گو ہے

خدا کیلئے شہادت

مولوی محمد علی صاحب کے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب کے ساتھ مجھے بہت ہی تعلق محبت تھا۔ اور مجھے ان پر بڑا حسن ظن تھا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے خلاف مسئلہ اسمہ احمد کے متعلق مولوی عزیز بخش صاحب کی بعض باتیں سنکر میں ان کا ہم خیال ہوا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کی تفسیر کو میں غلط سمجھنے لگا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری اس طرح دستگیری کی کہ مجھے ایک رویا دکھایا۔ کہ میں اور مولوی محمد علی صاحب اور ہمارے ہم خیال کوئی بیس آدمی جمع ہیں۔ اچانک حضرت مسیح موعود مرزا صاحب تشریف لائے۔ جب ان سے ایسے ہی ملے جیسے کوئی بت شرمندہ ہوتا ہے۔ تب حضرت نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میرا پیارا بچہ بشارت اللہ و بشارت الرسول کی مخالفت کر کے معصیت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور بھی کچھ گھر کی بابت اس طرح فرمایا کہ آپ نے اس حکمت کو نہیں سمجھا۔ مگر وہ لفظ صحیح طور پر مجھے یاد نہیں۔ مگر آگے۔ میں رو رو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا تھا کہ مجھ پر حق کھولا جائے۔ اور ایک شب خصوصیت کے ساتھ بہت دعا کی اسی شب یہ خواب دیکھا۔

عظیم سبحانی احمدی بقلم خود

پچاس روپیہ انعام (۵۰)

ڈیرہ غازیخان کے جلسہ احمدیہ میں کسی صاحب عبد الرزاق ہوائت اللہ نام نے حضرت مسیح موعود کی دعا متعلق ثناء اللہ۔ اور ثناء اللہ کے اشتہار کے متعلق دریافت کیا۔ انکو جو جواب دیا گیا۔ وہ فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے دعا کے ذریعہ سے جو فیصلہ پیش کیا تھا۔ اس فیصلہ کے طریق کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ بلکہ ایسے مضمون لکھے۔ کہ جھوٹے زندہ رہتے ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انکو اسی کے مطابق نشان دکھایا۔ اور مسیلمہ کا سا معاملہ ان کے ساتھ کیا گیا۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد زندہ رہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اخبار بدر میں چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر انہوں نے ایسا اشتہار شائع نہیں کرایا تھا۔ تو قسم کھائیں آج تک اس چیلنج کا جواب انہوں نے قسم کے ساتھ نہیں دیا۔ اگر اب بھی آپ الفاظ مندرجہ اخبار بدر کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب سے قسم شائع کرا دیں۔ تو آپکو مبلغ ۵۰ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

محمد صادق۔

کریام میں سکھوں سے مباحثہ

شیخ عبد الخالق صاحب سردار محمد یوسف صاحب ۲۰ مارچ شام کو ظفر منصور سے ہی آئے۔ کریام میں دارالرحمت کا سکھوں سے مباحثہ ہوا حاضرین نے مان لیا کہ سکھ صاحبان باوا صاحب کو مسلمان ثابت نہ کر سکتے ہیں مہدہ نہیں ہوگا ہند و منہ تو اس نے خود مان لیا تھا۔

نواں شہر میں آریوں سے مباحثہ

پھر سردار صاحب کا مباحثہ نواں شہر میں آریوں سے ہوا سردار صاحب کے زبردست مطالبات کا جواب آریہ سے نہ ہو سکا اور نہ تینوں اور دیگر مسلمانوں

چاٹگام کالج کا پروفیسر حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں

مولوی عبد اللطیف صاحب (جو کالج میں عربک پروفیسر ہیں۔ اور علاوہ عربی کے انگریزی بھی خوب جانتے ہیں۔ اور جن کے علم و فضل کا پایہ ایسا اعلیٰ ہے کہ ایک بڑے آدمی کا خط انکے نام تھا جس میں وہ لکھتا ہے کہ اگر آپ بیعت کر لینگے تو پھر ہم پر بھی بیعت فرض ہو جائیگی۔ مولوی مبارک علی صاحب ایم اے کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور شبہات ان کے سب رفع ہو گئے۔ ایک مسئلہ نبوت باقی تھا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر کی تشریح پوچھی تھی جس کا جواب الفضل میں چھاپا گیا تھا۔ اس پیغام نے تو نہایت لغویت سے لکھ دیا کہ سائل کی خاک بھی تسلی نہیں ہوئی ہوگی۔ مگر اسکے لئے شرم کا مقام ہے کہ سائل کی اسی سے بالکل تسلی ہو گئی۔ اور اس نے بذریعہ تار بیعت کر لی اور اب پروفیسر صاحب موصوف کا عربی مکتوب آگیا ہے۔ جو درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ المطہرین وعلیٰ مثیل عیسیٰ بن مریم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد فیا ایہا الخلیفۃ ذو المجد والتقیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تلطف بی وترحم علیّ ولا تصعر لی ولا تشمئز منی انی قرأت ما اوحی الی احمد فوجدتہ کما اوحی الی محمد فایقنت ان کلیہما من معبود واحد وان نبوتہ بواسطۃ فنائہ فی محمد واتباعہ ایاہ اکمل الاتباع وان احمد خاتم الاولیاء ولا ولی بعدہ الا بتوسط اتباعہ اکمل الاتباع وان ختم ولایتہ بواسطۃ ختم نبوت نبینا محمد وانہ تعالیٰ کلّم احمد القادیانی کما کلّم محمداً فی الحرمین وموسیٰ علیٰ طور سینین وعیسیٰ فی الارض المقدسۃ من قبل ان توفاہ اللہ ورفع روحہ الی السماء الاعلیٰ من غیر ان یقتلہ او یصلبہ الاعداء وانہ تعالیٰ متکلم الآن کما کان فقلت یا رحمٰن اننی سمعت منادیاً ینادی للایمان وداعیاً الیٰ اسم المنان وسراجاً منیراً بالبینات والبرہان وانی ابایع خلیفتہ الاول وابایعک ایہا الخلیفۃ بجمیع شرائط البیعۃ مع من معی ومن امی وزوجتی وبنتای الصغیرتان واشہدہن ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ واصدق جمیع ما ادعاہ مرزا غلام احمد القادیانی الذی بعثہ اللہ حکماً عدلاً واماماً مبیناً ورجلاً فارسیاً ومہدیاً فی الآخرین من الذین بعث اللہ نبیہ محمداً فیہم لیتلو علیہم آیات اللہ ویزکیہم ویظہر الاسلام علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون فیا اللہ یا رحمٰن انت ربی وانا عبدک افوض امری الیک انک بصیر بالعباد۔ واستغفرک من کل ذنب واتوب الیک واقول انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واہدنی لاحسن الاخلاق لا یہدی لاحسنہا الا انت واہدنی الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین۔ ہذا مرقوم فی الیوم الثامن من شہر جمادی الاول

راقم الحروف

احقر العباد عبد اللطیف۔ چاٹگام

تازہ خبریں

روسی پولینڈ کے ان حصص میں جو آسٹروی قبضہ میں ہیں ہیضہ۔ اسہال اور ٹائیفائڈ بخار کی وبائیں پھیلی ہوئی ہیں۔

ترکوں نے تین جرمنوں کی سرکردگی سے عدن سے ... میل کی مسافت پر ہے۔ ۲۰ مارچ کو حملہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔

روسی پیشقدمی۔ لنڈن ۲۰ مارچ۔ روسی ارض روم کے مغرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہیں۔

لنڈن ۲۰ مارچ۔ جنرل دلا کو جیل ہاورڈ ٹیکو ابھی گھیر لیا گیا ہے۔ اور اب اسکی گرفتاری کا انحصار جنرل کوننا کے

استقلال پر ہے۔

پنجاب ایروپلین فلیٹ۔ ۱۴ ہوائی جہازوں کی خرید کے واسطے ۵۰۰ ۹۲۰ پونڈ کی ضرورت تھی۔ اس قسط کے پہنچنے سے اب کل رقم پوری ہو گئی ہے۔

گوروکل کانگڑی۔ گوروکل سے گیارہ طلبا تعلیم حاصل کر کے نکلے جنہیں سے چھ طلبا نے حلف اٹھایا کہ وہ آریہ سماج کی خدمت کرنا اپنا دھرم سمجھیں گے۔ (ڈاکٹر سنہ گپتا) ایک گریجوایٹ انہیں سے جزیرہ مارشیس میں آریہ سماج کا پرچار کرنے کے واسطے جائے گا۔ امسال ۶۰ جدید برہمچاری گوروکل کانگڑی میں داخل ہوئے۔

موسم اور فصلیں۔ ۱۱ مارچ کو جو ہفتہ ختم ہوا۔ جنوب مشرقی پنجاب کے نہری علاقوں میں گندم اور دیگر اناج کی فصلوں کی حالت عمدہ تھی اور غیر نہری علاقوں میں بُری۔ جنوب مشرقی اور مغربی علاقوں میں جہاں نہر سے آبپاشی نہیں۔ فصلیں برسات نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو رہی ہیں۔ بعض اضلاع میں گنے بونے جا رہے ہیں بعض علاقوں میں مویشیوں کی حالت اچھی ہے۔ اور بعض مقامات میں چارہ نہ ہونے کی وجہ سے کمزور و ناتواں ہیں۔ اناج کی قیمتیں تھوڑی سی اتر گئی ہیں۔ گندم کا بھاؤ انبالہ میں ۱۲ سیر۔ فیروزپور اور راہتو ۱۲ سیر۔ لائلپور میں ۱۱ سیر فی روپیہ ہے۔

اعلان۔ جن صاحبان کا چندہ ماہ مارچ میں ختم ہوتا ہے وہ وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں

حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مجربات

سرمہ زنگاری۔ خارش۔ دھند۔ ککرے۔ آنکھ سے پانی جانا۔ سبل و گہا بنی۔ غرضیکہ اکثر امراض چشم میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ عہ۔ **بواسیر خونی**۔ یہ گولیاں بواسیر خونی کا مجرب علاج ہیں اور مسوں کو خشک کرتی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۵ عہ

دافع کھانسی۔ کھانسی خشک اور تر کے لئے اکسیر۔ نزلہ اور زکام کی بھی دافع ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۸ ر

حکیم امیر احمد دہلوی شفاخانہ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیان (گجرات)